127

خالد بن ولیدؓ

عاصم قاسمی
پرنسپل جامعۃ الشرقیہ،

ایم ثناء اللہ خاں، ۲۶ ریلوے روڈ لاہور

٢٠٣٩

قیمت : ایک روپیہ آٹھ آنے ،

ناشر: ایم ثناء اللہ خاں ریلوے روڈ، لاہور

پرنٹر: سویرا آرٹ پریس ، لاہور ،

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اس سے قبل حضرت خالدؓ ابن ولید پر عربی۔ فارسی انگریزی۔ اور فرانسیسی میں بہت سی کتب مرتب ہوئی ہیں! اور اردو میں بھی حضرت خالدؓ کے حالات پر بہت سی رشحات ریزیاں ہوئی ہیں۔ مگر ایسی کوئی کتاب ہماری نظر سے نہیں گذری جس کو سیرت کا معیار حاصل ہوتا۔ افسوس ہے کہ حضرت خالدؓ ایسے باعظمت اور حیرت انگیز جرنیل کے ابتدائی حالات پر کسی مؤرخ نے تفصیل سے نہیں لکھا۔ صرف علامہ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں حضرت خالدؓ کے ابتدائی حالات لکھے ہیں۔ مگر بہت مختصر طور پر۔ اس لئے وہ لوگ جو سیف اللہ حضرت خالدؓ کے حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت امام ابن حجرؒ کے اس اختصار کو بہت بُری طرح محسوس کرتے ہیں۔

بندہ کے لئے سب سے بڑی دشواری یہ پیش آئی کہ حضرت خالدؓ کے ابتدائی حالات کی تفصیل معلوم نہ ہوسکی۔ البتہ بعد کے حالات لکھتے وقت الاصابہ۔ طبری۔ فتوح البلدان۔ بلاذری۔ "دی خلافت" ڈکلاہن

اینڈ فال" سے امداد لی ۔ موجودہ دور میں انگریزوں کا جو طریقہ دو سو سال سے یہ چلا آرہا ہے ۔ کہ اپنے اسلاف کی خواہ ان میں کتنی برائیاں کیوں نہ ہوں ۔ سیرت بیان کرتے وقت ہر قسم کا مبالغہ بلکہ دروغ بھی جائز ہے ۔ ہم سیرت نگاری میں جہاں مبالغہ کو جرم قرار دیتے ہیں ۔ وہاں ہمارا مسلک یہ بھی ہے ۔ کہ اگر قوم کے مستقبل پر تھوڑے بہت مبالغہ سے بہتر اثرات پڑنے کا امکان ہو ۔ تو یہ نہ صرف جائز ہے ۔ بلکہ ایک دردمند سیرت نگار کا فرض بھی ہے ۔ بہت ممکن ہے ۔ ہمارے اس خیال کی تردید کی جائے ۔ لیکن ہمیں اس کی قطعی پرواہ نہیں ۔ جب کہ ہم یورپ کی تاریخ میں ان لوگوں کو ستاروں سے زیادہ روشن دیکھ رہے ہیں ۔ جن کی زندگی کا مشن چوری اور ڈاکے کے سوا کچھ نہ تھا ۔ اگر ایسے لوگوں کی سیرت کو رنگ دے کر قوم کے اخلاق و اطوار کو سنوارا جاسکتا ہے ۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ۔ کہ حضرت علامہ واقدیؒ کو جنہوں نے باعظمت صحابہؓ کے حیرت انگیز اور سچے کارناموں کو کسی قدر تاریخی رنگ میں رنگا ۔ تو کیوں کر مطعون کیا جائے ۔

آپ آئندہ دیکھیں گے ۔ کہ حضرت خالدؓ ابن ولید نے کسی موقعہ پر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے انحراف نہیں کیا ۔ انہوں نے بڑے بڑے معرکے سر کئے ۔ پیغامبر کے سامنے ایک مجرم کی حیثیت میں پیش ہونے میں بھی شرم محسوس نہیں کی ۔ پیغامبر نے ان کے گلے میں اُنہی کا عمامہ ڈال کر اپنی جانب کھینچا ۔ تو یہ صرف مسکرائے ۔ اور

تنظیم و اطاعتِ امیر کی خاطر اس سلوک کو برداشت کر لیا۔ کیا ایسی کوئی نظیر فاتحانِ عالم۔ اسکندرِ اعظم۔ نپولین اعظم۔ ہٹلر اعظم۔ اتاترک وغیرہ میں کوئی مؤرخ پیش کر سکتا ہے۔ کہ اتنا بڑا فاتح ایک معمولی پیامبر کے آتے ہی ایک معمولی مجرم کی طرح پیش ہوتا ہے۔ اور اپنی شخصیت کو تباہ ہوتے دیکھتا ہے۔ اپنی خدمات کو فنا ہوتے دیکھتا ہے۔ مگر اُف نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتے۔ تو ایک زبردست بغاوت ہو سکتی تھی۔ اسی قسم کے بیشمار واقعات آپ اس کتاب میں دیکھینگے۔

اپنی ادنٰے بساط کے باعث ہر اس امر کی کوشش کی ہے۔ کہ مؤید نصرت اسلام حضرت خالدؓ ابن ولید سپہ سالار اسلام کا کوئی واقعہ تاریک پہلو میں نہ رہے۔

داعی۔
عاصم قاسمی فاضل ادب و فاضل دیوبند

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ صَاحِبَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْقَانِ وَ
الصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشُّرَفَآءِ وَمسودِ الْخُلَفَآءِ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَھْلِ الْکَرَمِ وَالْوَفَآءِ وَعَلٰی صَاحِبِ الْعَسَاکِرِ
وَالْاَکَرَامِ اما بعد۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے اجداد میں سے آٹھویں پشت پر مُرّہ نامی ایک شخص گذرا ہے۔ جس کے تین بیٹے تھے۔ ان میں ایک شخص کلاب تھا۔ جو حضرت رسولؐ پاک کا مورثِ اعلےٰ تھا۔ دوسرا تیم جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جدِّ بزرگ تھا۔ تیسرا یقظہ تھا۔ جس کا فرزند مخزوم قریش میں کثیر الاولاد اور فارغ البال گذرا ہے۔ بنی مخزوم کا مشہور قبیلہ اسی شخص کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ مخزوم کی نسل میں سے مغیرہ قریش میں مشہور سردار اور بہادر شہ سوار گذرا ہے۔ چنانچہ فوج سوار اس کے ماتحت تھی۔ اور اس کا لقب صاحب الاعنہ تھا۔ آنحضرتؐ کے عہد میں اس کا بیٹا ولید ابن مغیرہ قریش میں فصاحت۔ لیاقت۔ ملاحت۔ تجارت۔ زراعت۔ دولت۔ حشمت۔ ریاست۔ امارت میں

Marfat.com

بڑا مشہور تھا۔ اسی سبب سے اُس کو وحید القوم (یگانہ قوم) کہا جاتا تھا۔ اور حسن و جمال کے اعتبار اور خوش اخلاقی کے سبب سے گلِ قریش کہلاتا تھا۔ سینکڑوں باغ و گلستاں اور صدہا مویشی پالتا تھا۔ تجارت کی یہ کیفیت تھی۔ کہ بزازی سے لے کر جواہرات تک اُس کی تجارتی کوٹھیوں سے ہر وقت مل سکتے تھے۔ ان کے ایجنٹ اور کنو یسر مختلف ممالک میں رہتے تھے۔ اور تجارت کرتے تھے۔ اس کے ذاتی خزانہ میں ہر وقت ایک لاکھ دینار سُرخ اور دس لاکھ روپیہ نقد موجود رہتا تھا۔ مگر باوجود ان تمام چیزوں اور اس قدر فضل ایزدی اور انعامات الٰہی کے ممنون و مشکور نہ تھا۔ اور جیساکہ عام دنیا پرست دولتمند ہوتے ہیں۔ خدا کا ناشکر گذار تھا۔ آنحضرت رسالتمآب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مخالفت میں جس قدر ظالمانہ تدبیریں اور منصوبے کئے گئے۔ وہ تقریباً اسی ولید کے دماغ کا نتیجہ تھے۔ باوجود اپنی فراست و ذہانت ذاتی کے اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ کہ اسلام حق ہے۔ اور کلام پاک کو سن کر متاثر ہو کر یہ بخوبی سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ انسانی کلام سے بالا تر ہے۔ مگر صرف دولت کے غرور اور قریش کے قومی لیڈر ہونے کے چند روزہ تکبر نے جیساکہ عموماً دنیاوی چھوٹے لیڈروں میں ہوتا ہے۔ اُس کو راہ راست پر نہ آنے دیا۔ اور نہ مشرف باسلام ہونے دیا۔ چونکہ خدا کی ناسپاسی

Marfat.com

اور سچائی کی مخالفت ایک ایسی بات ہے۔ کہ ناممکن ہے۔ کہ نتیجہ دئے بغیر رہے۔ اس لئے ولید کو بھی اس زبردست اور اٹل قانون سے بچنا نصیب نہ ہؤا۔ اور سب کارخانہ خاک میں مل گیا۔ ولید کی اولاد میں سات مشہور بیٹیا تھا۔ مسجیان عاص قیس۔ عبدالشمس تو بتقلید ولید آبائی جہالت کو نہ چھوڑ سکے۔ مگر ولید بن ولید ہشام۔ عمارہ۔ خالد مسلمان ہو کر باعث تقویت اسلام ہوئے۔ خالدؓ بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم۔ بن یقیظہ بن مرہ بن کعب کی۔ ام لبابہ صغرےٰ بنت حارث الہلالیہ تھا۔ جو خواہر لبابہ کبرےٰ (ام فضل) زوجہ عباسؓ عم رسول اللہ علیہ وسلم اور ہمشیرہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

حضرت خالدؓ کو بچپن میں دستور قریش کے مطابق رسمی تعلیم کی طرف متوجہ کیا گیا۔ لیکن طبیعت کا رجحان سواری کی طرف زیادہ مائل تھا۔ جس میں کہ وہ آخر دنیا کا ایک مشہور باکمال بے نظیر جنرل نکلا۔ اور جس کی بدولت ہر ایک زمانہ اور ہر ایک حالت میں جہاں رہا۔ ممتاز و سرفراز رہا۔ قبل از اسلام تمام لڑائیوں میں خواہ وہ اسلام سے ہوئیں یا دیگر اقوام عرب سے سواروں کی کمان خالدؓ ہی کے سپرد ہوتی تھی۔ اور شجاعت کا تمغہ اسی بے مثل بہادر کے زیب گلو رہتا تھا۔ اسلام کے لانے ہی دو ماہ بعد غیرت نے خود بخود خالدؓ کو جنگ موتہ میں مسلمانوں کا ہونہار سپہ

سالار اور مہیب فتح نصیب جنرل منتخب کر لیا۔ اور اس ربّانی انتخاب کو خالدؓ نے آنحضرتؐ اور ان کے لائق جانشین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد حقانی میں اپنی فوق العادت طاقت اور شجاعت اور لاثانی جنگی اہلیت سے دنیا کی مشہور زبردست قدیمی سلطنتوں کو پاش پاش کر کے بالکل صحیح و درست ثابت کر دیا اور بہادرانِ عالم کو ہمیشہ کے لئے حیران و ششدر بنا دیا۔ خالدؓ کے قبل از اسلام بہادرانہ واقعات کو مؤرخین اسلام نے کم لکھا ہے۔ جنگ اُحد میں مشرکین مکہ کی فتح بعد شکست صرف خالدؓ کی تدبیر و استقلال۔ عزم و استقامت کا نتیجہ تھا۔

اُحد کی لڑائی شروع ہونے سے پیشتر ہی خالدؓ نے ایک ہوشیار اور مدبر جنرل کی طرح میدان جنگ کی بخوبی دیکھ بھال کر لی تھی۔ اور مفید جنگی موقعوں کو اپنے ذہن نشین کر لیا تھا۔ اسلامی عساکر کی پشت پر ایک پہاڑ کا درہ تھا۔ جہاں تقریباً پچاس تیر انداز مسلمان مقرر کیئے گئے تھے۔ اور وہاں سے نہ ہلنے کی سخت تاکید کر دی گئی تھی۔ لڑائی شروع ہوتے ہی خالدؓ نے چاہا۔ کہ درہ سے گذر کر مسلمانوں پر حملہ کرے۔ مگر مسلمان تیر اندازوں کی ہوشیاری اور سخت تیر باری نے اس وقت کامیاب نہ ہونے دیا۔ میدانِ جنگ میں اسلامی بہادروں نے مشرکوں کے بہادر علم بردار اور مشہور شہ سواروں کو چُن چُن کر تہ تیغ کر ڈالا۔

اور مخالفوں کو ہیبت زدہ اور حواس باختہ کر کے۔ اُن کے مورچوں سے ہٹا دیا۔ بلکہ کیمپ پر جاکر ہاتھ مارا۔ اور اُن کے ڈیروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ مگر اُس وقت میں بھی خالدؓ کی چستی و چالاکی۔ ہمت و تدبیر میں ذرا فرق نہ آیا۔ اور یہ سوچ کر کہ اب درۂ مذکور سے فائدہ اُٹھانے کا موقع آپہنچا ہے۔ اپنے چیدہ دستہ سواروں کو ساتھ لے درہ میں جا گھسا۔ اور جیسا کہ خالد نے خیال کیا تھا۔ درہ کو تیرانداز مسلمانوں سے خالی پایا۔ کیونکہ فتح کی خبر پاتے ہی مسلمان تیرانداز مقررہ درہ سے غنیم کی جستجو میں چلے گئے۔ صرف اُن کا افسر مع دس ہمراہیوں کے وہاں باقی رہ گیا تھا۔ جن کے شجاعانہ مقابلہ نے ان کی ذاتی شہادت کے سوا اور کوئی فائدہ نہ دیا۔ عام مسلمان فاتح بن کر اطمینان کے ساتھ کفار کے ڈیروں کو لوٹ رہے تھے۔ اور خاص خاص اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ط حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ الخ پر عمل کرتے ہوئے کفار کے قتل سے دامنِ اُحُد کو لالہ زار کر دیا تھا۔ اچانک بجلی کی طرح خرمنِ اسلام پر گرا۔ اور ایسی غیر معمولی تیزی کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ کہ مسلمانوں کو سنبھلنے کی نوبت نہ آنے دی۔ اور میدان جنگ چھوڑ کر پہاڑ پر جمع ہونے شروع ہو گئے۔ مشرکوں کی یہ آخری فتح صرف خالدؓ کی لیاقت کے بوتے پر تھی۔

Marfat.com

خالدؓ کا مشرف باسلام ہونا

یہ فتح نتیجہ یہ نکالتی ہے۔ کہ خالدؓ ایک زبردست جنرل کی طرح غراتا ہوتا۔ اکڑتا پھرتا۔ مخالفت پہلے سے زائد کرتا۔ مگر اسلام کی صداقت نے اس کے سرِ نیاز کو خم کر دیا۔ اسلامی صداقت نے آخر اس مظفر و منصور سردار کے دل پر اپنی مقناطیسی کشش کا اثر ڈالنا شروع کر دیا۔ اور خالدؓ خود بخود اپنی جاہلانہ کوششوں میں دھیما پڑ گیا۔ فطرت نے جو نورِ ہدایت خالدؓ کی طبیعت میں ودیعت کر رکھا تھا۔ اب اس کا ظہور اپنے وقت پر ہونے لگا۔ یہ نور صلح حدیبیہ کے بعد پورے جوبن پر آگیا۔ اور خالدؓ ایک عقلمند فلاسفر کی طرح آنحضرتؐ کے حالات معاملات۔ عادات۔ اخلاقیات اور تعلیمات پر غور کرنے لگا۔ اور اسلام کی حقیقت کو ٹٹولنے لگا۔ اس کو رسالتمآبؐ کی پاک زندگی عام انسانی کثافتوں سے مبرّا اور مطہر نظر آتی تھی۔ اور اوزا اسلامی کامیابی ایک انسانی طاقت اور تصنّع سے بہت ہی بالاتر دکھائی دیتی تھی۔ ایک یتیم۔ بیکس۔ اُمّی۔ مفلس کا ہزاروں مغرور و سرکش۔ بہادر۔ بارعب۔ عیاش سردارانِ عرب کو سیدھی سادی تعلیم سے بُردبار۔ متواضع۔ منکسر۔ زاہد۔ خداپرست۔ مرتاض۔ موحّد۔ ہمدرد قوم بنا لینا سوائے تائیدات ایزدی اور

Marfat.com

توفیق ربانی کے ممکن معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور اہل اسلام کا باوجود جلاوطنی۔ بے سروسامانی اور سخت تکلیف اٹھانے اور بلا کسی قسم کی ظاہری امید کے خویش و اقارب۔ مال و متاع کو ترک کرنا۔ اور اپنے ہادی برحق کا ساتھ نہ چھوڑنا اور خلوص دل سے اسلامی ہدایات کا پابند ہو کر اپنے تقدس و ورع کا اعلیٰ نشان دکھانا صرف بشری طاقت و تعلیم سے بہت ہی بڑھکر معلوم ہوتا تھا۔ جہاں تک وہ سوچتا تھا۔ اس کو اسلام کی پُر صداقت تعلیم انسانی تہذیب و اخلاق کے لئے ایک مکمل و اکمل معلّم اور نیز تمام ادیانِ باطلہ سے بہتر اور اکمل و افضل نظر آتی تھی۔ آنحضرتؐ کے اخلاق اور ابتدائے عمر سے لے کر تا حال جملہ واقعات پر جب نظر عمیق ڈالتا تھا۔ تو دعوٰئے نبوّت کی صداقت کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے بغیر کچھ بن نہ پڑتا تھا۔ وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ بقول قریش وہ ساحر ہے نہ کاہن۔ وہ صرف مؤیّد من اللہ ہے۔ جس کا تائیدی ثبوت اس کے قول و فعل میں ہمیشہ پایا جاتا ہے۔ عمرۃ القضا کے وقت حسب وعدہ خالدؓ بھی مشرکین کے ساتھ مکہ سے نکل کر گیا تھا۔ اُس کے مسلمان بھائی ولید بن ولید نے خالد کی تلاش کی مگر پتہ نہ لگا۔ ولید نے بھائی کو خط لکھا۔ اور اسلام کی ترغیب و تحریص دی۔ اس خط نے خالد کے خیالات میں ایک جدت پیدا کر دی۔ اور فطرتی مادہ کو جوش کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا۔ یہ ممکن

Marfat.com

نہ تھا۔ کہ اتنا بڑا بہادر جنرل ایمان پوشیدہ رکھے۔ اور جب سچائی کو اس نے کمال جستجو سے حاصل کیا ہو۔ اور ہر طرح کے امتحان اور آزمائشوں کے معیار پر پرکھ لیا ہو۔ یہ معلوم ہو چکا ہو کہ اس میں کھوٹ بالکل نہیں۔ پھر اس نے بلاچون وچرا اس کا اعلان کیا ہو چنانچہ روسائے قریش کو اسلام کی دعوت کرنے لگا۔ صفوانؓ بن امیہؓ۔ اور عکرمہؓ بن ابوجہل اپنے چچا زاد بھائی کے بیٹے کو اسلام لانے اور تلافی مافات کرنے کے لئے کہا۔ مگر افسوس کہ دونوں نے سخت انکار کیا۔ ابوسفیانؓ رئیس عرب نے یہ بات سن کر خالد اور عکرمہ کو بلایا۔ اور خالد کو طنزاً کہا۔ کہ کیا تو بھی مسلمان ہو گیا ہے۔ اگرچہ اب تک خالدؓ نے اسلام کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اس لئے نامردوں کی طرح صرف شان یا کلام سے انکار کر دے۔ اور اس بزدلانہ تقیہ سے اپنی مردانہ اور بہادرانہ زندگی پر بدنما داغ لگائے۔ اس لئے صاف انکار کر دیا۔ جس کے سنتے ہی ابوسفیان کی آنکھوں سے خون اتر آیا اور خالد پر وار کرنے کو جھپٹا۔ کہ عکرمہ بن ابوجہل بیچ میں آن پہنچا۔ اور گرج کر کہا کہ خبردار۔ خالد تو ایک طرف رہا۔ میں ہی دھجیاں اڑا دونگا۔ جملہ اشخاص قریش بلکہ ہر شخص اپنی رائے کا مکمل مالک و مختار ہے۔ خالد بھی کسی کا پابند نہیں۔ عکرمہ کی اس جادو بھری اور تائیدی تقریر نے خالد کے جوش کو

Marfat.com

اُٹھنے نہ دیا۔ اور خیر سے گذر گئی۔ اس کے بعد بے باک خالد نے ہر ایک عام مجمع قریش میں بے خوف و خطر اسلام کی صداقت پر پُرزور لیکچر دینا شروع کئے۔ اور مخالفوں میں سے کسی کا حوصلہ نہ پڑا۔ کہ اُس شیر خدا کو روکے۔ اور کوئی سامنے پھٹک جائے۔ جب خالد نے یہ رنگ دیکھا۔ کہ مشرکوں کو پند و وعظ بے سود ہے۔ تو ناامید ہو کر اپنے دوست عثمان بن طاہر کلید بردار کعبہ محترمہ کو ہمراہ لے کر مشرکوں کے سامنے روز روشن میں مکہ سے مدینہ کی جانب روانہ ہوا۔ راستہ میں عمرو بن العاص خالد کا پرانا رفیق اور مشہور سردار بنی سہم نجاشی شاہ حبش کے پاس سے آتا ہوا ملا۔ جو مشرکین مکہ کی طرف سے سفیر بن کر مسلمان مہاجرین کو حبش سے نکلوانے کے واسطے بھیجا گیا تھا۔ اور اب برکت اسلام سے متاثر ہو کر مدینہ اسلام لانے جا رہا تھا۔ پس تینوں اصحاب مدینہ پہنچے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی آمد سے بہت خوشی ہوئی۔ اور فرمایا۔ کہ مکہ نے اپنے جگر گوشے ہماری طرف پھینک دئیے ہیں۔ مگر خالد کے آنے کی زیادہ خوشی ہوئی۔ جس کے مسلمان ہونے کی ہمیشہ آرزو کی جاتی تھی۔ اور بارہا فرما چکے تھے۔ کہ اگر اسلام لا کر اپنی شجاعت اور بہادری کو تقویت اسلام پر صرف کرے۔ تو بہتر ہے۔ اور وہ اس سے اوروں سے زیادہ وقعت حاصل کر سکتا ہے۔

Marfat.com

سبحان اللہ۔ جو کچھ آنحضرتؐ نے بطور پیشین گوئی زبان مبارک سے فرمایا تھا۔ وہی ہوا۔ مسلم بھی ہوئے اور اسلام کو ان کی وجہ سے مکمل تقویت پہنچی یہی سبب تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خالدؓ کا خاص طور سے انتظار مسجد نبوی میں کر رہے تھے۔ کہ ولیدنے اپنے بھائی کو جلد حاضر ہونے کی تاکید کی۔ خالدؓ بعد تبدیل لباس حاضر خدمت ہوا۔ اور السلام علیکم یا رسول اللہ کہا آنحضرتؐ نے خالدؓ کو نہایت خوش ہشاش بشاش جواب دیا۔ خالدؓ نے کہا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحمد للہ الذی ھدٰک فی الاسلام۔ میں جانتا ہوں کہ تم زیور دانش سے آراستہ ہو۔ اسی لئے امیدوار تھا۔ کہ تم ضرور مسلمان ہو جاؤ گے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ کہ میں نے جناب کی بہت مخالفت کی ہے۔ دعا کیجیئے کہ گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں۔ اور آئندہ اسلام کی خدمت کی توفیق ہو۔ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی۔ خالدؓ جیسے حزم اور بہادر سرداروں کا کمال تحقیق اور ظفرمندی کے بعد مسلمان ہونا اشاعت اسلام کی وجہ محض حقانیت قرار دینے کے لئے کافی ہے۔ یہ واقعہ ۸ھ کا ہے۔

Marfat.com

خالد رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا آغاز
رسالتمآب صلعم کی دعا کا اثر

جنگِ موتہ

اللہ تعالےٰ کے پیارے رسولؐ کی دعا کا اثر جلدی ظاہر ہونے لگا۔ حالانکہ خالدؓ کو ایمان لائے صرف دو ماہ گذرنے ہونگے۔ کہ سر زمین موتہ پر لشکر کشی کی ضرورت پیش آئی۔ موتہ حدود شام میں بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے۔ جہاں کے حاکم گورنر قیصر روم نے آنحضرتؐ کے سفیر و قاصد حارثؓ بن عمیر کو مار ڈالا تھا۔ جو کہ حاکم بصرہ واقع شام کے پاس جا رہا تھا۔ حالانکہ کسی ایلچی کا مارنا کسی قانون و مذہب میں درست نہیں تھا۔ اور یہ ایسا واقعہ تھا کہ جس کا انتظامِ آئندہ کے لیئے نہایت ہی ضروری تھا۔ ورنہ مسلمان تاجروں۔ مسافروں کا غیر ممالک میں آنا جانا مشکل ہو جاتا۔ اس واسطے ساتویں سال ہجری میں تین ہزار اصحاب کی مقدس جماعت کا ایک لشکر مرتب کرکے بسرکردگی زیدؓ ابن حارثہ اپنے غلام آزاد کے موتہ کو روانہ کیا۔ اور بڑے بڑے صحابیؓ اور خاندانی رؤسا مثل اپنے چچازاد بھائی جعفرؓ ابن ابی طالب۔ عبداللہؓ بن رواحہ۔

Marfat.com

عبداللہؓ بن عمرؓ۔ خالدؓ بن ولید نے زید کے ماتحت کر دئے۔ جس کا تعلیمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ اسلام غلام اور اصیل کی تفریق کو مٹانے والا ہے۔ اس کا اصل الاصول اور بے نظیر قانون اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔ یعنی شرافت کا مدار پرہیز گاری پر ہے۔ وہ خویش وبیگانہ میں قطعاً تمیز روا نہیں رکھتا۔ وہ ایک خاندانی نعمت ہے۔ جس کے حصول کے بعد کالے گورے کا کوئی فرق نہیں رہتا۔ آنحضرتؐ نے چلتے وقت حکم دیا تھا۔ کہ اگر زید شہید ہو جائے۔ تو جعفر بن ابی طالب فوج کی کمان کرے۔ اور اس کی شہادت کی صورت میں عبداللہ بن رواحہ اور بعد اس کے مسلمان جس کو چاہیں امیر بنا لیں۔ یہ رسول خدا کی ایک پیشین گوئی تھی۔ جو بعینہٖ مطابق فرمان ظہور میں آئی۔ مسلمانوں نے جاتے ہی دشمن کے ہراول کو شکار کر لیا۔ اور شرجیل گورنر کے بھائی شدوش کو مار لیا۔ شرجیل قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا۔ مگر آخر عیسائی فوج کے پہنچنے اور مستنفرہ عرب کی کمکی فوج آملنے سے میدان میں نکل کر صف آرا ہوا۔ اب مخالف فوج کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اور مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ اس میں شک نہیں۔ آج کل کے نوجوانوں کو تعجب ہو گا۔ اور ہوا ہی کیا کرتا ہے۔ کہ تین ہزار کا ایک لاکھ کے ساتھ کیونکر جوڑ تھا۔ اور مقابلہ کیا۔ مگر تاریخ میں بیشمار نظیریں ایسی ملینگی۔ ذرا ہندوستان میں تو اطمینان کر سکتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا اٹک کا حملہ راجگان

Marfat.com

ہند کی فوج تین لاکھ کے قریب تھی اور بیس ہزار مسلمان تھے۔ اور تین لاکھ شکست کھا گئے۔ اور پھر ہندوستان میں اسلام کی بنیاد پڑ گئی۔ ظہیر الدین بابر کا رانا سانگا کو مع اس کی ساڑھے تین لاکھ فوج دس ہزار چیدہ مجاہدین سے پائمال کرنا وغیرہ بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اور یہ لوگ جن کا واقعہ زیر بیان ہے۔ اصحاب رسولؐ خدا کے جوش اور محبت اسلامی کی برابری نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ تو بانیٔ اسلام۔ ہادیٔ انامؐ کے خاص فیض یافتہ تھے۔ وہ الجنۃ تحت ظلال السیوف پر بلا تامل دل سے یقین رکھتے تھے۔ اور انہیں اپنی جماعت پر بڑا ناز تھا۔ اور ان کو خدا کے پاک کلام اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّہُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ پر پورا وثوق تھا۔ انہوں نے کئی بار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں کلام کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ الخ کی سچائی کا مشاہدہ عینی کیا تھا۔ پس ایسے خدا پرست جاں فروش بہادروں کی نگاہ میں دشمن کی کثرت کیا وقعت رکھ سکتی تھی۔ اور ان کی دینی شجاعت پر کیا اثر ڈال سکتی تھی۔

آخر جنگ شروع ہو گئی۔ زیدؓ ابن حارثہؓ سردار لشکر اسلام لبعد ترتیب فوج کو ذرا تشنیب دینے کے لیے علم لے کر میدان میں نکلا۔ اور شجاعت و فن شہسواری کی داد دے کر حملات متواترہ کرنے لگا۔ لیکن عیسائیوں کے بہادر تیر اندازوں کی تواعدانی اور سخت

تیر باری نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ اور تیروں سے زیدؓ کا بدن چھلنی ہو گیا۔ مگر اس بہادر نے مقابلہ سے منہ نہ موڑا۔ اور فوج کو عمدگی سے لڑاتا رہا۔ آخر کثرت جراحت سے کم طاقت ہو کر گھوڑے سے گرا۔ اور سیدھا فردوس میں پہنچ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہدایت کے مطابق زیدؓ کے شہید ہوتے ہی جعفرؓ ابن ابی طالب نے فوج کی کمان لی۔ اور اپنی ذاتی اور آبائی بہادری کے جوہر دکھا کر عیسائی بہادروں کو دنگ کر دیا۔ حملہ میں جعفرؓ کا گھوڑا اپنے کیا گیا مگر اس کی جبلی ہاشمی جرأت پر کوئی اثر نہ پڑا سپا پیادہ پہلے سے زائد بشر ہو گیا۔ اور اپنے چند ہمراہیوں کو ساتھ لے دشمن کے ٹڈی دل لشکر میں جا گھسا۔ کسی نے جعفرؓ کے ایک ہاتھ کو بھی تلوار سے اُڑا دیا تھا۔ علم کو جعفر نے بائیں ہاتھ میں پکڑا۔ اور بدستور مقابلہ پر ڈٹا رہا۔ کہ اتنے میں کسی اور مخالف نے بائیں ہاتھ کو بھی قلم کر دیا۔ اسلام کے جاں نثار جعفرؓ نے جو شہادت کے نشہ میں چور ہو رہا تھا۔ علم محمدی کو چھاتی سے لگا لیا۔ اور ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا۔ اور آئندہ نسلوں کے لئے بے مثال بہادری اور استقلال کی ایک بیش قیمت اور لاثانی نظیر چھوڑ گیا۔ گو بیدست و بے اسلح تھا۔ مگر اپنی کمان افسری کے فرائض منصبی کے بجا لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اتنے میں کسی نے جعفرؓ کے شمشیر سے دو ٹکڑے کر دئے۔ انا للہ و وانا الیہ راجعون۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جعفرؓ کی لاش پر

۲۰۳۹

پچاس زخم شمار کئے تھے۔ جو تمام سینہ اور پیٹ پر تھے۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ پیٹھ پر نہیں زخم کھایا۔ بلکہ سینہ پر روکا۔

یہ اسلامی شجاعت اور ہاشمی خون کا ایک ادنےٰ نمونہ تھا جس کو انہوں نے پیش کیا۔ عبداللہؓ بن رواحہ اس روز تین دن سے بھوکا تھا۔ اس کے چچازاد بھائی نے کچھ پکا ہؤا گوشت دیا۔ جیسے ہی حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر سُنی۔ گوشت منہ سے نکال کر پھینک دیا اور کہنے لگے افسوس! تو دنیا سے اکیلا چل بسا۔ ایک شخص عبداللہؓ نے جو امیر صاحب جائداد تھا۔ فوراً غلاموں کو آزاد اور تمام جائداد کو اسلام کے واسطے وقف کرکے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہ کر علم سرداری کو اٹھا لیا۔ اور دشمن کی فوج پر ٹوٹ پڑا۔ اور لڑتا ہؤا شہید ہو گیا۔ پھر ثابتؓ انصاری نے علم سر کیا۔ اور بہادرانہ مقابلہ سے دشمن کو بڑھنے نہ دیا۔ اور مسلمانوں سے کہا۔ کہ جلد منتخب کرلو۔ پھر جملہ مسلمانوں کی نظر انتخاب حضرت خالدؓ بن ولید پر اٹھی جس کی بہادری کا سکہ سب کے دلوں پر پہلے ہی بیٹھا ہؤا تھا۔ چونکہ آپ مختلف معرکوں میں اسلام سے قبل داد شجاعت حاصل کرچکے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں کسی افسری کے لائق نہیں ہوں۔ بلکہ مجھے ایک آزاد سپاہی کی طرح لڑنے دو۔ یہی مجھے پسند ہے۔ حضرت ثابتؓ نے کہا۔ کہ پہلوانی۔ جاں نثاری اور تجربہ کاری تجھ پر ختم ہے۔ اور میں نے بھی علم تمہارے ہی واسطے اٹھایا تھا۔ پس امیر خالد رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے حسبی اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر کہ کر علم لے لیا
آج اسلام کی یہ پہلی کمان خالد کے ہاتھ میں تھی۔ اور یہ ایسے اڑے
اور مشکل وقت میں ملی۔ کہ عیسائی بہادر فوجوں کی حشمت و شدت
اور چند بہادر جنرل اسلام کی متواتر شہادت نے مسلمانوں کو ہلا دیا۔
اور ایسی مایوسی کا جو نتیجہ عموماً ہوتا ہے۔ وہ آخر اسلامی لشکر میں
ظاہر ہونے لگا۔ کہ مسلمان بھاگ نکلے۔ ایسے وقت میں صرف امیر
خالدؓ کے استقلال بہادرانہ اور تدبیر شجاعانہ ہی کا کام تھا۔ کہ
ایک طرف تو مقابلہ میں ڈٹا رہا۔ اور دشمن کو اس شکست سے
فائدہ نہ اٹھانے دیا۔ دوسری طرف اپنی پراگندہ اور قلت تعداد
فوج کو جوش و غیرت دلا کر میدان میں لا کھڑا کیا۔ اور اپنی فوق
العادت شجاعت سے شمشیر آبدار کے ساتھ کشتوں کے ڈھیر لگا
دیئے۔ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں چکر لگانا۔ اپنی فوج
کو سنبھالنا۔ دشمن کو روکنا۔ بجلی کی طرح کوندنا۔ شیر ببر کی طرح
دھاڑتا تھا۔ اور نکل جاتا تھا۔ جدھر حملہ آور ہوتا۔ صفوں کی صفیں
الٹ دیتا۔ عیسائی بہادروں نے بھی دل کھول کر مقابلہ کیا۔ اور
مسلمانوں کی صفوں کو کئی بار منتشر کیا۔ اور بے ترتیب کیا۔ مگر
خالد کی قومی جرأت و مذہبی جوش کے مقابلہ میں عیسائی طاقت
نہ ٹھیر سکی۔ وہ اپنی قواعد دانی اور سامان کی عمدگی سے کوئی فائدہ
نہ اٹھا سکے۔

Marfat.com

اس روز خالدؓ کے ہاتھ میں نو تلوار ٹوٹی تھی اسی سے خالد کی کوشش کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ بھلا ایسے دشمن کش جنرل سے کوئی عہدہ برآ ہو سکتا تھا؟ یا میدان جیت سکتا ہے؟ شام تک کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ مگر کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ جب آفتاب کی معصوم کرنیں شہدا کی لاشوں پر پڑ رہی تھیں۔ آفتاب نے اپنی توجہ صحبت کو دوسری طرف پھیر دیا۔ طرفین شام سے پہلے اپنی قیام گاہ پر جانے کے لئے مجبور ہو گئے۔ مسلمانوں کو عیسائیوں نے ظاہری کافی نقصان پہنچایا تھا۔ مگر مسلمانوں کے غازیانہ صبر و استقلال اور بے مثل جنرل حضرت خالد کی جنگی اہلیت و قابلیت کا سکہ بھی عیسائیوں کے دل پر بیٹھ گیا۔

امیر خالدؓ نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا۔ کہ دشمن کی کثیر فوج کا مقابلہ اس مٹھی بھر جماعت کے تمام جنگی دستور سے ذرا تبدیلی ہے۔ اسی وجہ سے امیر خالدؓ نے دوسرے روز اپنی فوج کو سکوئر (مربع) کی شکل میں کھڑا کیا۔ جو کہ یورپ میں آج کل ایک اعلیٰ قانون جنگی تصور کیا جاتا ہے اور جس کے قلعہ کو کوئی زبردست سے زبردست رسالہ بھی نہیں توڑ سکتا۔ وسطی زمانہ میں سب سے پہلے اس قاعدے کو امیر خالدؓ نے صرف اپنی لیاقت خداداد سے جنگ موتہ میں اختراع کیا تھا۔ لڑائی کے شروع ہونے پر مخالفوں نے سر توڑ کوششوں سے حملے کئے مگر اس سنگین فوجی قلعہ کو نہ توڑ سکے۔ بلکہ ہر بار نقصان کثیر اٹھا کر

پس پا ہوتے رہے ۔

دوراندیش مدبر جنرل امیر خالدؓ نے جب دیکھا۔ کہ دشمن پے درپے حملوں سے تھک گیا ہے ۔ فوراً شیر کی طرح جھپٹا اور ایسا تیز حملہ کیا۔ کہ دشمن کو حواس باختہ کر دیا ۔ نوک سنان اور تلوار کی دھار کے آگے مخالف فوج کو رکھ لیا ۔ اور گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کیا۔ دشمن بھاگ نکلا. مسلمانوں نے کچھ دور تک پیچھا کیا ۔ اور جمعیت مخالف کو بالکل پراگندہ کر دیا۔ ہزاروں مقتول و مجروح اور قید کئے گئے ۔ چونکہ یہ غزوہ محض ایلچی اسلام کے قتل کے انتقام کے لئے کیا گیا تھا ۔ جو باحسن وجہ پورا کر لیا گیا۔ اس وجہ سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بخیر و خوبی رسولِ خدا ۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں مدینہ منورہ واپس حاضر ہوا۔ اور اسلامی شمشیر کا رعب و داب عیسائیوں کے دلوں میں جما آیا تھا۔

سَیفُ اللہ کا خطاب

جس وقت لشکر مجاہدین میدان موتہ میں لڑ رہا تھا۔ اور ابھی تک مدینہ میں کوئی خبر نہ آئی تھی ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مدینہ میں اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے ۔ اور محض اشراق نبوت سے میدان جنگ کا ملاحظہ کوسوں سے فرما رہے تھے ۔

Marfat.com

یکایک آپؐ نے فرمایا۔ کہ زیدؓ شہید ہوگیا۔ پھر جعفرؓ پھر عبد اللہؓ کی شہادت کی خبردی۔ پھر ارشاد کیا۔ کہ اب خدا کی شمشیروں میں سے ایک شمشیر (سیف اللہ) خالدؓ بن ولید نے علم اُٹھایا ہے اور خدا نے اُس کے ہاتھ پر فتح دی ہے۔ اس روز سے خالدؓ کا خطاب سیف اللہ پڑ گیا۔ جو بالکل خطاب کے موافق موزون تھا۔ اس کے بعد ہر ایک لڑائی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے رفیق عتیق صدیق اکبرؓ کے عہد ہدایت میں متواتر سپہ سالار رہا۔

دنیا اس امر سے انکار نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہی تاریخ سے یہ امور دور ہو سکتے ہیں۔ کہ خالدؓ بن ولید اور دوسرے مسلمانوں کی ایک مختصر مگر حوصلہ مند جماعت ساتھ لے کر ایمامہ کی طرف بڑھے۔ چونکہ مسیلمہ اور سجاح مدعیہ نبوت دونو میں مصالحت ہو چکی تھی اس لئے مسیلمہ کی قوت بہت بڑھ گئی تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ حضرت خالدؓ کو یہی روکنے کے لئے سامنے آئی۔ حضرت خالدؓ نے اس جماعت کو بہت جلد بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اب مسیلمہ خود بڑی شان و شوکت کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا۔ دو نو فوجیں بڑی تیزی کے ساتھ ایک دوسرے کی طرف بڑھیں۔ میدانِ کارزار میں گھمسان کا رن پڑا۔ دونوں طرف کے سپاہی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ ایک طرف اسلام کے سچے شیدائی تھے۔ دوسری طرف مسیلمہ کذاب اور سجاح

کے ساتھی عزت و آبرو کے لئے جان دے رہے تھے۔ لڑائی طول پکڑتی جا رہی تھی۔ کہ حضرت خالدؓ بن ولید نے ایک تدبیر کی۔ اور مسلمانوں کو زیادہ جرأت دکھانے کا موقعہ دینے کی وجہ سے شہری اور بدوی قبائل کو علیحدہ علیحدہ دستوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ دیکھوں آج شہری زیادہ بہادری اور جوانمردی سے لڑتے ہیں یا دیہاتی۔ سبقت عربوں کی فطرت کا جزو اعظم ہے۔ اس وجہ سے دیہاتی اور شہری ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لڑنے لگے۔ اور وہ جوہر دکھلائے۔ کہ دشمن انتہائی جوانمردی کے باوجود حیران رہ گئے۔ خصوصیت سے حضرت زیدؓ حضرت حذیفہؓ نے انتہائی بہادری دکھائی۔ گو یہ دونو بزرگ شہادت پا گئے۔ لیکن مسلمانوں کے جذبات میں ایسا ہیجان پیدا کر دیا۔ کہ وہ انجام سے بے خبر ہو کر دشمنوں میں گھس گئے۔

معرکہ آرائی شباب پر تھی۔ کہ حضرت خالدؓ بن ولید خدائی تلوار بن کر کچھ اس قوت سے دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔ کہ دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور بھاگ کر جان بچانے کے سوا اور کچھ بن نہ پڑی۔ بھاگنے والوں میں خود مسیلمہ اور اس کی بیوی بھی تھی۔ ہزاروں لاشیں پیچھے چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔ حضرت خالد ان کے تعاقب میں تھے۔ بھاگنے والے الطریقہ کی چار دیواری میں گھس گئے۔ اور دروازہ بند کر لیا۔ الطریقہ کی دیواریں بہت اونچی تھیں۔ لیکن کچھ مسلمان دیوار

Marfat.com

پھاند کر اندر پہنچے - دروازہ کھول دیا۔ اور باقی مسلمان بھی اندر گھس گئے۔ یہاں بھی کفار بہت جم کر لڑے - ہر طرف خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ لیکن آخر میں ناکام ہوئے - بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکہ میں تین ہزار اشخاص قتل ہوئے۔ خود مسیلمہ کذاب بھی قتل ہوا۔ مسیلمہ کی شکست گویا عرب میں کفر کی آخری شکست تھی۔ اور تاریخ میں حضرت خالد کا یہ کارنامہ ہمیشہ زرین حروف میں لکھا رہے گا۔ کہ انہوں نے کفر کو آخری اور ناقابل فراموش شکست دی۔ مسیلمہ کی شکست سے ارتداد کا طوفان ختم گیا۔ اور پھر کسی کو اسلام سے انحراف کی ہمت نہ ہوئی۔ دوسرے لفظوں میں اگر یہ کہا جائے کہ حضرت خالد نے مسیلمہ کو شکست دے کر عرب میں اسلام اور مسلمانوں کی حکومت کی بنیادیں مضبوط کر دیں۔ تو بے جا نہ ہو گا۔ کیونکہ اگر مرتدین کی سرکوبی میں سیف اللہ اتنی ہمت اور مستعدی اور بہادری سے کام نہ لیتے۔ تو نعوذ باللہ اسلام کا خاتمہ تھا۔

فتح عراق

مسیلمہ کذاب کی شکست کے بعد چونکہ عرب کی مخالف قومیں ختم ہو چکی تھیں۔ اس لئے حضرت صدیق اکبرؓ نے خالدؓ کو حکم دیا کہ عراق کی طرف جائیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ حکم نامہ حضرت خالدؓ کو عین اس

وقت ملا۔ جب کہ حضرت خالدؓ مفتوحہ علاقوں کے انتظامات مکمل کر چکے تھے۔ حضرت خالدؓ حکم ملتے ہی عراق کی طرف بڑھے۔ جہاد کا اعلان سن کر بہت سے حوصلہ مند عرب فوج میں شریک ہونے گئے۔ فرات کے کنارے پر پہنچ کر جب فوج کا شمار ہوا۔ تو اس میں ۱۸ ہزار سپاہی تھے۔ اور حضرت خالدؓ ان ۱۸ ہزار مجاہدوں کو ساتھ لے کر فتح کرنے چلے۔

جو ملک حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں کے سامنے تھے۔ یہ ملک ایک نئی دنیا تھی۔ ان کے لئے جو عرب کے لق و دق صحرا۔ تپتی ہوئی ریت کے باشندے تھے۔ پھر لطف دیکھئے کہ جہاں خالد اور ان کے ساتھیوں نے ڈیرے ڈالے تھے۔ اس کی ایک طرف تو سینکڑوں میل میں ریگستان اپنی تپتی ہوئی ریت اور سورج کی گرمی سے جھلسے ہوئے سیاہ پہاڑوں کا لا انتہا سلسلہ لئے ہوئے تھا۔ اور دوسری طرف سر سبزی پھیلی ہوئی تھی۔ ہرے ہرے کھیت اور پھر ان میں پانی کی اس درجہ فراوانی کہ ہر طرف چھوٹی چھوٹی نہریں سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی پورے علاقہ میں پھیلی تھیں۔ جگہ جگہ باغ اور ان میں خوشبودار پھولوں اور خوش ذائقہ پھلوں کی اس قدر کثرت۔ کہ عرب اسے جنت ارضی سمجھ رہے تھے۔

یہ وسیع خطہ دجلہ اور دمشق کا درمیانی علاقہ ہے موصل

کی طرف کچھ اور بڑھے۔ تو مشرق قریب کا پہاڑی سلسلہ اور خوش گوار وادیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک طرف بابل کی طرف بہتا ہوا دریائے فرات ارد گرد کا علاقہ سیراب کرتا ہے۔ دوسری جانب دجلہ پہاڑیوں میں سے ہوتا ہوا اور سانپ کی طرح بل کھاتا ہر طرف سبزہ بکھیرتا نکل گیا ہے۔ یہی وہ پہاڑ ہیں جو عراق عرب کو ایران سے جدا کرتے ہیں۔ اور انہی دو دریاؤں کے وسط میں شام کا دل فزا علاقہ واقع ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی سو سال پہلے اس تمام علاقہ میں سرکش بدو قبائل پھیلے ہوئے تھے۔ شام کی طرف عرب کا مشہور قبیلہ غسان آباد تھا۔ یہ اور اس کے ہمسایہ قبائل رومی سلطنت کے باجگذار تھے۔ اور مشرقی جانب کی آبادی ایرانی بادشاہ کے ماتحت تھی۔

پہلا معرکہ ذات السلاسل

الغرض یہی وہ دلفزا مقام تھا۔ جہاں حضرت خالدؓ نے ڈیرے ڈالے۔ اس مقام سے تھوڑی دور ہرمز اس علاقہ کا گورنر حضرت خالدؓ کو روکنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ حضرت خالدؓ نے اسلامی طریقہ کے مطابق ہرمز کو سب سے پہلے ایک خط لکھا۔ جس میں اُسے اسلام یا جزیہ قبول کرنے کی دعوت تھی۔ اور آخر میں لکھا کہ اگر اُسے یہ دونو

شرطیں منظور نہ ہوں۔ تو اُسے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اُس سے لڑنے کے لیئے ایک ایسی جماعت آرہی ہے۔ جس کے نزدیک شہادت کی موت دائمی زندگی کا حکم رکھتی ہے۔

حضرت خالدؓ نے ہرمز کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کے بعد فوج کی ترتیب پر توجہ دی۔ اور اُسے تین حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصّہ مثنیٰؓ اور دوسرا عدیؓ بن حاتم کی کمان میں دے دیا۔ اور تیسرے حصہ کو بلا واسطہ اپنی ماتحتی میں رکھا۔

فوج کو ترتیب دینے کے بعد حضرت خالدؓ الجیرہ کی طرف بڑھے۔ دوسری طرف سے ہرمز حضرت خالدؓ کے خط کو قیصر کے ملاحظہ کے لئے بھیج کر حضرت خالدؓ کو روکنے کے لئے الجیرہ پہنچا۔ الجیرہ پہنچ کر ہرمز نے اپنی فوج کو ایک مناسب اور اونچی جگہ پر ٹھیرایا۔ اور دریا پر پہرہ بٹھا دیا۔ کہ عربوں کو پانی نہ ملنے کی وجہ سے پریشانی لاحق ہو۔

حضرت خالدؓ الجیرہ پہنچے۔ اور فوج کو مناسب جگہ پر ٹھیرانے کے بعد انہیں معلوم ہؤا۔ کہ پانی پر دشمن کا پہرہ ہے۔ دشمن کی یہ کمینگی انہیں بے حد شاق گذری۔ اور انہوں نے سب سے پہلے پانی کے لئے لڑنے کا حکم دیا۔ ہرمز کو حضرت خالدؓ کے اس ارادہ کی اطلاع ہوئی۔ تو اُس نے کہلا بھیجا۔ کہ فوج کو لڑانے سے بہتر یہ ہے۔ کہ سپہ سالار مقابلہ کر دیکھیں۔ اگر تم نے مجھے مغلوب کر لیا۔ تو پانی سے

پابندی ہٹالی جائیگی۔

ہرمز نے یہ پیغام محض اس لئے بھیجا۔ کہ حضرت خالدؓ کو مرعوب کرے۔ مگر حضرت خالدؓ اِس قسم کے آدمی نہ تھے۔ انہوں نے پیغام سُنا۔ تو فوراً فوج سے نکلے۔ اور میدان میں آکھڑے ہوئے اُدھر سے ہرمز بھی لوہے میں غرق۔ شاہانہ لباس پہنے۔ غرور وتکبر سے اکڑتا ہوا میدان میں نکلا۔ ہرمز نے حضرت خالدؓ کے ظاہری ساز وسامان کو دیکھا۔ تو حقارت سے ہنسا۔ اور جلدی سے تلوار نکال کر حضرت خالدؓ پر وار کیا۔ حضرت خالدؓ نے اس کا وار ڈھال پر روکا۔ اس نے غصہ میں آکر دوسرا وار کیا۔ حضرت خالدؓ نے اُسے بھی ڈھال پر روکا۔ اسی طرح اس نے پے در پے پانچ وار کئے۔ حضرت خالدؓ نے یہ سب وار نہایت سکون واطمینان کے ساتھ ڈھال پر روکے۔ پانچویں وار کے بعد انہوں نے بھی تلوار پر ہاتھ رکھا۔ تلوار ہوا میں چمکی۔ اور دیکھنے والوں نے دیکھا۔ کہ ہرمز کا سرتن سے جدا ہوکر خاک وخون میں لوٹ رہا تھا۔ اِدھر ہرمز کا سرکٹا۔ ادھر حضرت خالدؓ کے اشارہ سے حضرت مثنیٰؓ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ ہرمز کے قتل سے دشمنوں کے ہوش اُڑ چکے تھے۔ کہ حضرت مثنیٰؓ کے حملے نے سکتے میں ڈال دیا۔ بڑی دیر تک تو وہ قتل ہوتے رہے۔ لیکن آخر سر پہ پاؤں رکھ کر بُری طرح بھاگے۔ بزدل موت کے ڈر سے بھاگ رہے تھے۔ لیکن موت

Marfat.com

حضرت مثنیٰ رضؓ اور اُن کے ساتھیوں کی صورت میں ان کے پیچھے پیچھے آرہی تھی۔ سر ولیم میور کا بیان ہے۔ کہ دشمن کی فوج بھاگتے وقت زیادہ کام نہ آئی۔ اس فتح میں بے شمار قیدیوں کے علاوہ بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ حضرت خالدؓ نے خمس نکال کر حضرت خلیفۃ المسلمینؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور باقی حصے سپاہیوں میں تقسیم کر دئے۔

تاریخ کی کتابوں میں اسی واقعہ کو ذات السلاسل کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ کافروں کے اگلے دستے آہنی زنجیروں میں جکڑے تھے۔ تاکہ بھاگ نہ سکیں۔ لیکن بے سروسامان مسلمانوں نے باوجود بے سروسامانی کے جب انہیں شکست دی۔ تو یہی آہنی زنجیریں اُن کے لئے موت کا باعث بنیں۔ اور جتنے سپاہی بھی زنجیروں میں جکڑے تھے۔ ان میں سے ایک بھی بچ کر بھاگ نہ سکا۔

دوسری چھوٹی چھوٹی لڑائیاں

حضرت خالدؓ نے مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد حضرت مثنیٰ رضؓ کو رومیوں کے تعاقب میں بھیجا۔ اسلامی لشکر چند میلوں کی مسافت طے کرنے پایا تھا۔ کہ راستہ میں ایک قلعہ دکھائی دیا۔ یہ ایک شہزادی کی جائداد تھی۔ حضرت مثنیٰ رضؓ نے اس کے محاصرہ کے لئے

Marfat.com

اپنے بھائی کو مقرر کیا۔ اور خود آگے بڑھے۔ سامنے ایک اور قلعہ تھا۔ جسے حضرت مثنیٰ رضؓ نے بہت جلد ہی فتح کر لیا۔ اس قلعہ کی خبر جب پہلے قلعے والی شہزادی کو پہنچی۔ تو اس نے سب ہتھیار ڈال دئیے۔ اور قلعہ کے دروازے کھول دئیے۔

شہنشاہ ایران کی پریشانی

حضرت خالد رضؓ کی فتوحات کا سلسلہ بڑھتا جا رہا تھا۔ رومیوں کے بہت سے مقامات ان کے قبضہ میں آ چکے تھے۔ فتوحات کی یہ خبریں بادشاہ کو پہنچیں۔ تو وہ بہت پریشان ہوا۔ اُسے تعجب تھا۔ کہ وہ لوگ جو کل تک نہ صرف مال کے اعتبار سے اس کے محتاج تھے بلکہ قوت کے لحاظ سے بھی اب اس درجہ حوصلہ مند کس طرح ہو گئے اور ان کے بازوؤں میں میری فوج کو شکست دینے کی قوت کہاں سے آگئی۔ اس غریب کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ عرب کی سوتی بستی میں نقیب الٰہی نے ایک تازہ روح پھونک دی ہے۔ اور اب یہ بستی نہ صرف صدیوں خود جاگتی رہیگی۔ بلکہ دوسروں کو جگائے رکھیگی

پایہ تخت کی طرف اس سیلاب کو روکنے کے لئے ہر طرف نقیب دوڑائے گئے۔ آس پاس کے جاگیر دار اور نوابوں کی طلبی ہوئی یہ حکم عام ہونے ہی ہر طرف سے فوجیں آنی شروع ہو گئیں۔ اور تھوڑے دنوں کے اندر ایک بہت بڑی فوج تیار ہو گئی۔ اور سپہ سالار ان تازہ

Marfat.com

دم فوجوں کو ساتھ لئے چند ہزار تھکے ماندے عربوں کا رستہ روکنے نکلا۔

اُدھر مثنیٰؓ چھوٹی چھوٹی بستیوں اور قلعوں کی فتح میں مشغول تھے۔ دشمن کی فوج نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا۔ انہیں ہر طرف موت ہی موت نظر آنے لگی۔ لیکن حضرت خالدؓ جیسے بہادر سپہ سالار کے جاں نثار ساتھی نے موت سے ڈرنے اور لرزنے کی بجائے ہر طرف سے اس کا مقابلہ کیا۔

بلاذری کا بیان ہے کہ حضرت مثنیٰؓ باوجود تھوڑی سپاہ رکھنے کے اس جرأت اور حوصلے کے ساتھ دشمنوں سے لڑے کہ انہیں اپنی قلت تعداد کا احساس نہیں ہونے دیا۔

دونوں فوجیں مصروف جنگ تھیں۔ عرب کے بہادر شیر دشمنوں کو چیر چیر کر زمین میں پھینک رہے تھے۔ کہ ایک طرف سے سیف اللہ خالدؓ بن ولید حضور کا عطا کردہ سیاہ علم ہوا میں لہراتے۔ تیزی سے میدان جنگ کی طرف آتے دکھائی دئیے۔ حضرت خالد کے تشریف لاتے ہی دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور مثنیٰ اور ان کے ساتھیوں کی ہمتیں بڑھ گئیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ پہلے دشمن بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے۔ لیکن حضرت خالد کی تعداد نے ان کی تڑکی تمام کر دی۔ اور وہ پہلو بچانے لگے۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھی بڑی تیزی سے حملے کر

رہے تھے ۔جس سے دشمنوں کی صفیں درہم برہم ہوگئیں۔ اور آخر کار وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے ۔ بھگوڑے مسلمانوں سے بچ کر بھاگ رہے تھے ۔ لیکن راستہ میں ناقابل عبور نہر تھی۔ بزدل تلوار سے بچنے کے لئے نہر میں کود رہے تھے ۔ اور پانی کی تیز و تند موجیں انہیں غرق کر رہی تھیں ۔

مؤرخین کا خیال ہے ۔ کہ ہزاروں سپاہی نہر میں ڈوب کر مرے ۔ تقسیم غنیمت کے بعد حضرت خالدؓ نے حضرت خلیفۃ المسلمینؓ کو نامۂ فتح لکھا ۔ اور خمس بھجوا دیا ۔

شہنشاہِ ایران کی انتقامی کارروائی

حضرت خالدؓ کی اس فتح کی خبر جب بادشاہ کو ہوئی ۔ تو اُس کے ہوش اُڑ گئے ۔ اُس نے دربار عام منعقد کیا ۔ اور امراء اور شیوخ کو بلا کر یہ منحوس خبر سنائی ۔ اور شرم دلائی ۔ کہ آخر اس پے در پے شکست کا کیا سبب ہے ۔ میری بہترین تربیت یافتہ فوج غیر تربیت یافتہ عربوں کے مقابلہ میں ناکام کیوں ہو رہی ہے ۔ درباری شرم و ندامت سے سر جھکائے بادشاہ کے طعنے سنتے رہے ۔ لیکن جواب کیا دیتے ۔

ایک بوڑھے وزیر نے جرأت کی اور بادشاہ کو ایران کی فوج کی شکست کے اسباب بتاتے ہوئے سمجھایا ۔ کہ ایرانی عربوں کا

Marfat.com

مقابلہ نہیں کرسکتے ۔حضور عربوں کو شکست دینا چاہتے ہیں ۔تو اپنے باج گذار عرب قبائل کو ان کے مقابلہ میں بھیجئے ۔پھر دیکھئے ۔ان کے مزاج درست ہوتے ہیں یا نہیں ۔

وزیر کے مشورہ پر اسی وقت عمل کیا گیا ۔نقیب ہر طرف دوڑائے گئے ۔عرب سرداروں کو اپنی فوجوں سمیت دارالخلافہ چلنے کی دعوت دی ۔عرب سرداروں اور شیوخ کو شہنشاہِ ایران کا پیغام ملا ۔تو وہ اُس کی خوشنودی کی خاطر بڑی سرعت کے ساتھ دارالخلافہ کی طرف بڑھے ۔اور چند دنوں کے اندر اندر ایک بہت بڑی فوج جمع ہو گئی ۔شہنشاہِ ایران نے خود فوج کی ترتیب میں حصہ لیا ۔اور بہمن ایک مشہور بہادر کو سپہ سالار بنا کر فوج کو مارچ کا حکم دیا ۔

ایرانی فوج کی روانگی

فوج کے آگے ایرانی بینڈ بج رہا تھا ۔اس کے بعد مقدمۃ الجیش تھا ۔اس کے پیچھے دوسرے عرب قبائل حسب مراتب روانہ ہو رہے تھے ۔عرب قبائل کے پیچھے ایران کی منتخب سپاہ تھی ۔ایرانی فوج کے زرق برق لباس کو دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا ۔کہ یہ کوئی شاہی برات ہے جو کسی شہزادی کے بیاہنے کے لئے روانہ ہو رہی ہے ۔اطلس و زربفت کے جامے ان پر سُنہری اور روپہلی پٹکے عجیب بہار دے رہے ہیں ۔ایرانی سپاہ کے وسط میں بہمن سونے کا خود پہنے اور ہاتھ میں سُنہری دستے کی تلوار

Marfat.com

لئے قوی ہیکل گھوڑے پر سواری کرتا۔ اور ادھر اُدھر غرور و تکبر سے نگاہیں ڈالتا بڑھ رہا تھا۔ اس کے پیچھے دوسرے ایرانی سردار اور فوجی افسر تھے۔

یہ لشکر جرار دجلہ اور فرات کے مقام اتصال پر پہنچا۔ اور حضرت خالدؓ اور ان کے چند ہزار ساتھیوں سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر آکر رُک گیا۔

دونو طرف اعلانِ جنگ ہوا۔ ایرانیوں کی طرف سے فوجی بگل بجائے گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے سپہ سالار نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور دونو فوجوں کے تیرانداز مقابل پر تیروں کی بارش کرتے ہوئے آگے بڑھے۔

خالدؓ کی فوجی ہنرمندی

دونو فوجیں تیراندازی میں مصروف تھیں۔ کہ دفعۃً حضرت خالدؓ اپنے چند مخصوص ساتھیوں کے ساتھ فوج سے اس پھرتی سے علیحدہ ہوئے۔ کہ اپنوں اور غیروں کو محسوس تک نہ ہونے دیا۔ حضرت خالدؓ میدانِ جنگ سے ہٹ کر اور کئی میل کا چکر کاٹ کر پشت کی طرف سے ایرانی فوج پر آ گرے۔ حضرت خالدؓ کے اس حملہ سے ایرانی فوج کے ہوش اُڑ گئے۔ وہ سمجھی۔ کہ کوئی تازہ دم فوج مسلمانوں کی امداد کو آپہنچی ہے۔ بدحواسی میں فوج نے یہ تک نہ سوچا

Marfat.com

کہ حملہ آوروں کی تعداد کا ہی اندازہ کرے۔

مُسلمانوں کی فتح

اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ حضرت خالدؓ نے اس تیزی کے ساتھ حملہ کیا تھا۔ کہ ایرانیوں کو یہ سوچنے کا موقعہ بھی نہ ملا۔ بہمن دُور کھڑا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔ اُس نے اپنی فوج کو بہتیرا یقین دلایا۔ کہ حملہ آوروں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ لیکن بزدل ایرانیوں نے ایک نہ سُنی۔ اور بھاگنے کی تدبیریں سوچنے لگے۔ مصیبت یہ تھی۔ کہ ایرانی بھاگیں تو کس طرف۔ پیچھے خالدؓ بن ولید تھے۔ اور آگے مثنیٰؓ اور اُن کے جانباز ساتھی۔ ایرانیوں کی حالت اُس وقت بہت زیادہ قابلِ رحم تھی۔ آگے کی طرف بھاگتے ہیں۔ تو بھی موت مُنہ کھولے نظر آتی ہے۔ پیچھے کی طرف بھاگتے ہیں۔ تو پھر بھی موت کا سامنا ہوتا ہے۔ مگر بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ صفیں درہم برہم ہو چکی تھیں۔ پیادے اور سوار ایک دوسرے سے مل گئے تھے۔ گھوڑوں کی خرمستی وبالِ جان ہو رہی تھی۔ اس لئے جدھر کسی کو بھاگنے کا موقعہ ملا۔ اُسی طرف بھاگ نکلا۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ ایرانی زرق برق لباس پہنے بھاگ رہے تھے۔ اور پیچھے پھٹے پُرانے کپڑوں میں ملبوس عرب بڑھتے جا رہے تھے۔ فوج کی بھاگڑ سے بہمن بھی متاثر ہوا۔ اور وہ بھی بھاگ نکلا۔ بہمن کا ہمت

Marfat.com

ہار کر بھاگ گیا تھا۔ کہ میدان جنگ ایرانیوں سے بالکل خالی ہو گیا۔ حضرت خالدؓ نے کچھ دُور تک تعاقب کیا۔ اور پھر پلٹ کر مالِ غنیمت شمار کیا۔

ایک اَور مُقابلہ

مسلمان فوج ہتھیار رکھ کر آرام کر رہی تھی۔ کہ دور سے غبار اُٹھتا دکھائی دیا۔ دیکھتے دیکھتے دشمنوں کی جرّار فوج سر پر آپہنچی۔ حضرت خالدؓ نے دشمنوں کو قریب آتے دیکھ کر فوج کو ہتھیار بند ہو کر آگے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

یہ نئی فوج پہلی شکست کا اِنتقام لینے آئی تھی۔ اس میں کچھ تو شکست خوردہ فوج کے سپاہی تھے۔ اور کچھ آس پاس کے بدّو قبائل تھے۔ جو پچھلی جنگ کے مقتولین کا اِنتقام لینے آئے تھے۔ اِس فوج میں ایرانی بھی تھے۔ جو بادشاہ کے حکم سے اُن لوگوں کی امداد کو آئے تھے۔

ایرانیوں اور بدّوؤں کی یہ مشترکہ فوج بڑی جرأت سے لڑ رہی تھی۔ اور کوشش کر رہی تھی۔ کہ عربوں سے انتقام لے۔ لیکن حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں سے انتقام لینا کچھ آسان کام نہ تھا۔

حضرت خالدؓ اور اُن کے ساتھی انتقام لینے والوں کو بھی موت کے

Marfat.com

گھاٹ اُتارتے تھے۔ آج کے میدان جنگ میں خالد کے لڑنے کا انداز بالکل نرالا تھا۔ وہ کبھی ایک جماعت کے ساتھ شریک ہوتے۔ اور کبھی دوسری کے ساتھ۔ وہ مسلمانوں کی ہر صف میں جرأت و بہادری سے لڑنے کی عملی تلقین کر رہے تھے۔ خود بجلی کی طرح دشمنوں کی صفوں پر گرتے۔ اور اُنہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے حضرت خالدؓ اسی انداز سے لڑ رہے تھے۔ کہ ایک بدّو شیخ نے اُن پر تلوار سے وار کیا۔ حضرت خالدؓ نے اس کا وار ڈھال پر روکا۔ اور دوسرے ہاتھ سے ایک ایسا جوابی وار کیا۔ کہ شیخ جی کا سر تن سے جُدا ہو کر خاک و خون میں تڑپنے لگا۔

بدّوؤں کے سردار کے قتل سے بدّوؤں کے ہوش اُڑ گئے اور وہ پیچھے کی طرف ہٹے۔ اب ایرانیوں نے انہیں ترغیب دینے کی غرض سے بڑھ بڑھ کر حملے کرنے شروع کر دئے۔ لیکن وہ حضرت خالدؓ اور اُن کے ساتھیوں کے ایک ہی حملے سے پیچھے کی طرف بھاگے۔ اور میدان جنگ میں ایک دفعہ پھر دشمنوں کی لاشوں کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دیا۔

اس شکست کے اسباب

بظاہر اس شکست کا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن غور کیا جائے۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ مسلمانوں اور ایرانیوں کے کردار کا فرق

Marfat.com

اس شکست کا سب سے بڑا سبب تھا۔ ایرانی گو بہادر اور جنگجو تھے۔ لیکن ان کی بہادری محض وقتی جوش کا نتیجہ تھی۔ اُن کے سامنے کوئی بلند مقصد نہ تھا۔ بادشاہ کے حکم کی تعمیل اور روپے کے لالچ میں آکر وہ لڑنے پر آمادہ تو ہو جاتے تھے۔ لیکن جب انہیں مسلمانوں کی خون آشام تلواروں سے مقابلہ کرنا پڑتا۔ اور موت کی تصویر ہر طرف آنکھوں کے سامنے پھرتی۔ تو وہ جی ہار دیتے۔ اور میدان جنگ سے بھاگ نکلتے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے سامنے ایک بہت بڑا مقصد تھا۔ وہ اپنے وطن سے اس دور دراز علاقہ میں محض اس لئے آئے تھے۔ کہ اسلام کے پیغام کو عام کریں۔ اس لئے دشمنوں کی کثرت اور قوت کا ان پر اثر نہیں پڑتا تھا۔ وہ مرنے کے لئے نکلے تھے۔ اس لئے موت اُن کے لئے کوئی ڈراؤنی چیز نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اُنہیں فتح ہوتی اور دشمن ناکام ہوتے تھے۔ اس فتح میں بھی ایرانیوں اور مسلمانوں کی فطرت کا یہ فرق صاف نظر آتا ہے۔ ایرانی تیزی کے ساتھ بڑھتے ہیں لیکن جب مسلمانوں سے مقابلہ ہوتا ہے۔ تو اسی تیزی سے بھاگ اُٹھتے ہیں۔

اس فتح میں بھی حضرت خالدؓ اور اُن کے ساتھیوں کو بہت سا مال غنیمت ملا۔ حسب قاعدہ حضرت خالدؓ نے حضرت خلیفۃ المسلمینؓ کو نامہ فتح لکھا۔ اور خمس بھی بھجوا دیا۔

Marfat.com

بلاذری کا بیان ہے۔ کہ جب قاصد نامہ فتح اور خمس لے کر حضرت خلیفہؓ کے حضور حاضر ہوا۔ تو حضرت خلیفہؓ کو اس قدر مسرت ہوئی۔ کہ حضرتؓ نے سب سے بہتر اور سب سے خوبصورت کنیز قاصد کو عطا فرما دی۔ حضرت خالدؓ کی اس فتح سے ایرانی حکومت بہت زیادہ مرعوب ہو گئی۔ اور اُسے اب کسی اور فوج کے بھیجنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن عراق کے عربی قبائل ابھی مائل بہ فساد تھے وہ وقتاً فوقتاً اسلامی چھاؤنی پر چھاپہ مارتے رہے۔ اس لئے حضرت خالدؓ ان کی سرکوبی کو ضروری جان کر بدوی قبائل کے مرکزی مقام الحیرہ کی طرف بڑھے۔

بدوی قبائل کی سرکوبی

الحیرہ کے راستہ میں چند اور مقام بھی اس جیسے اہم تو نہیں لیکن کسی قدر اہم ضرور تھے۔ ان میں سے ایک مفیسہ بھی تھا۔ یہ شہر دولت و ثروت کے اعتبار سے دوسرے شہروں سے بہت ممتاز تھا۔ مگر چونکہ دولتمند عموماً فطرتاً جنگجو نہیں ہوتے۔ اس لئے حضرت خالدؓ کی آمد کی خبر سنتے ہی شہر خالی کر کے بھاگ گئے۔ اور شہر کو مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔

بلاذری اور سر ولیم میور کا متفقہ بیان ہے۔ کہ اس شہر سے مسلمانوں کو بے شمار دولت ملی۔ خورد و نوش کے سامان اور اسلحہ

کے علاوہ فی کس پندرہ سو دینار حصہ میں آئے تھے۔

مال غنیمت کی کثرت کے اعتبار سے یہ فتح سب سے بڑھ کر ثابت ہوئی۔ اور جب خالدؓ کے قاصد فتح کی خوشخبری اور خمس کا بے شمار مال لے کر دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے۔ تو حضرت صدیق اکبرؓ بے حد خوش ہوئے۔ اور تمام صحابہؓ کو بلاکر خالدؓ کی تعریف میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کے آخری الفاظ یہ تھے۔

"خدا کی قسم۔ خالدؓ جیسا جری اور بہادر سپہ سالار اور کوئی ماں پیدا نہیں کر سکی"۔

"خدا کی قسم۔ تمہارے شیر خالدؓ نے ایرانی شیر کو شکست دے دی"۔

الحیرہ کی طرف روانگی

مقیسہ کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ کشتیوں پر سوار ہو کر الحیرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت خالدؓ کی آمد کی خبر سُن کر الحیرہ کے حاکم نے دریا کے بند کھلوا دئے۔ جس کے باعث حضرت خالدؓ اور ان کی فوج کی کشتیاں آگے بڑھنے سے رُک گئیں۔ حضرت خالدؓ فوراً بند کی طرف بڑھے۔ وہاں پہنچ کر پانی روکنے کے لئے تختے ڈلوا دئے۔ اب دریا پھر کشتی رانی کے قابل ہوا۔ اور حضرت خالدؓ راستہ میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑتے الحیرہ پہنچ گئے۔

Marfat.com

الحیرہ پہنچ کر حضرت خالدؓ نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ بزدل گورنر محاصرہ کی سختی سے گھبرا کر بھاگ نکلا۔ لیکن شہر والے شہر کے دروازے کھولنے پر تیار نہ ہوئے۔ دو ہفتے تک بڑے سخت محاصرہ کے بعد جب شہر والوں کے مزاج درست ہو گئے۔ تو انہوں نے صلح کی درخواست کے ساتھ چند سفیر حضرت خالدؓ کی خدمت میں روانہ کئے۔

سفیر اپنے ساتھ بہت سے قیمتی تحائف لے کر آئے۔ اور چند مراعات کی درخواست کی۔ حضرت خالدؓ نے تمام تحائف اور ایک خط بارگاہِ خلافت میں بھیجا۔ وہاں سے جواب آیا۔ صلح کے شرائط منظور ہیں۔ تحائف بھی قبول کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تحائف کی مناسب قیمت خراج کی رقم سے کاٹ دی جائے۔ سُبحان اللہ۔ کیا یہ لوگ تھے۔ دنیا ان کی نظروں میں کس قدر ہیچ تھی۔ وہ اپنے حق کے علاوہ کسی دوسرے کا حق غصب کرنا حرام سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ یہ لوگ جدھر بڑھتے۔ فتح و نصرت نے اُن کے قدم چومے۔ اور دنیا خود ان کے قدموں میں جھکتی گئی۔

الحیرہ کا نظام فتح کے بعد

الحیرہ پہلا مقام ہے۔ جس نے محاصرہ کی سختی پر خراج کو ترجیح

دی۔ حضرت خالدؓ نے اسلامی اصول کے مطابق اس کی مناسب رقم مقرر فرمائی۔

شہر کا تمام اندرونی نظام شہر والوں کے ہاتھ میں ہی رہنے دیا۔ گویا انہیں زیرِ اسلام خود مختاری حاصل تھی۔ حضرت خالدؓ کی طرف سے شہر والوں پر کسی قسم کی سختی نہیں کی گئی۔ خراج سے مذہبی پیشوا اور راہب مستثنیٰ رکھے گئے۔ اس کے علاوہ غربا اور مساکین پر بھی خراج کا بوجھ نہیں ڈالا گیا۔

الحیرہ کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ ایک سال کے لئے آگے بڑھنے سے رُک گئے۔ سیاسی مصالح کی بنا پر یہی مناسب تھا۔ حضرت خالد اس وقت تک متواتر شہر پر شہر فتح کرتے چلے گئے تھے۔ عراق کا کافی حصہ فتح ہو چکا تھا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ سپہ سالارِ افواجِ اسلامی مفتوحہ علاقے کے نظم ونسق پر توجہ فرمائیں۔ ضرورت تھی کہ ملک میں امن قائم کیا جاتا۔ کیونکہ اس لشکرکشی کا سب سے بڑا باعث یہی تھا۔ کہ دنیا میں امن وسلامتی کی فضا پیدا کی جائے۔ مسلمان دوسری فاتح اقوام کی طرح طلبِ زر اور جوع الارض کے مریض نہ تھے۔ وہ امن وسلامتی کے پیغامبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ ان کے ذمہ دنیا والوں کے جان وایمان اور مال کی حفاظت کا کام بھی تھا۔ حضرت خالدؓ نے الحیرہ میں ایک سال تک قیام فرمایا۔ الحیرہ کا ایک سالہ قیام اس لئے بھی ضروری تھا۔ کہ مفتوحہ علاقہ کے باشندوں کی

Marfat.com

شکایات سنی جائیں۔ ان کے عادات و اطوار کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ کیونکہ مفتوح قوم کے عادات و اطوار سے واقف ہوئے بغیر اس پر اچھی طرح حکومت نہیں کی جا سکتی۔ حضرت خالدؓ مسلمان تھے۔ وہ دوسرے فاتحین کی طرح ظالم اور جابر نہ تھے۔ کہ مفتوحین پر جبر و ظلم کی حکومت کرتے۔ وہ عادل اور منصف فاتح تھے۔ اس لئے انہوں نے تمام مفتوحہ علاقہ میں منادی کرادی۔ کہ جس کسی کو کوئی شکایت ہو۔ ہم سے بیان کرے۔

دنیا میں لاکھوں بار قوموں کی تقدیریں بدلیں۔ اور حکومت کی بجائے انہیں غلامی کی ذلت اٹھانی پڑی۔ تاریخ عالم شاہد ہے۔ کہ جب کوئی قوم مفتوح ہوئی۔ تو فاتح قوم نے اسے ہمیشہ زیادہ سے زیادہ ذلیل کرنے کی کوشش کی۔ مگر مسلمانوں کی فتوحات اس اعتبار سے دنیا کی روایات سے بالکل مختلف ہیں۔ مسلمان جہاں پہنچے اور جس قوم پر فتح پائی۔ تو اُسے ذلیل کرنے کی بجائے سربلند کرنے کی کوشش کی۔

حضرت خالدؓ کی مثال آپ کے سامنے پیش ہے۔ انہوں نے جس جس علاقہ کو فتح کیا۔ وہاں کے باشندوں کو شہری آزادی کے تمام حقوق عطا فرمائے۔ الحیرہ کے مقام سے مقصد یہی تھا۔ کہ اس وقت تک کے تمام مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کو باعزت زندہ رہنے کی تعلیم دی جائے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ حضرت خالدؓ نے انتظامی امور کی دیکھ

Marfat.com

بحال کے علاوہ باشندوں کے اخلاق کو بھی بہتر بنانے پہ توجہ کی۔

الانبار پر حملہ اور فتح

الحیرہ کے مناسب انتظام کے بعد حضرت خالدؓ الانبار کی طرف آئے۔ الانبار والے بھی قلعہ بند ہو گئے۔ کئی دن تک محاصرہ جاری رہا۔ لیکن چند دن کے محاصرہ نے ان کی ہمتیں پست کر دیں۔ اور انہوں نے بھی الحیرہ کے باشندوں کی شرائط پر شہر حضرت خالدؓ کے سپرد کر دیا۔ یہاں بھی حضرت خالدؓ نے الحیرہ کے سے انتظامات کئے۔ شہریوں کو اندرونی آزادی عطا کی۔ اور مناسب خراج مقرر کر کے ان کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی۔

عین التمر کی فتح

الانبار کی فتح کے بعد حضرت خالد عین التمر کی طرف بڑھے۔ عین التمر کے مقام پر کچھ بدوی قبائل پھر قسمت آزمائی کے جمع تھے۔ لیکن حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں کی خون آشام تلوار عمل نے ان کے مزاج بہت تھوڑی دیر میں درست کر دئے۔ اور وہ میدان میں لڑنے کی بجائے قلعہ بند ہو گئے۔

محاصرہ کئی دن تک رہا۔ محصورین کافی دن تک محاصرہ کی

Marfat.com

سختیاں برداشت کرتے رہے۔ لیکن آخر تنگ آگئے اور شہر فتح ہو گیا۔ یہ شہر گو حضرت خالدؓ کے بل پر فتح کیا تھا۔ لیکن پھر بھی شہریوں کو امن عام دیا۔ اور ان کے حقوق کی ہر طرح حفاظت کی۔

دومہ پر لشکر کشی

حضرت خالدؓ کو عین التمر کی فتح سے فارغ ہوئے ابھی کچھ دن ہوئے تھے۔ کہ انہیں خبر ملی کہ حضرت عیاضؓ کو دومہ پر دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔

حضرت عیاضؓ دومہ کی مہم پر بھیجے گئے تھے۔ شروع شروع میں انہیں کچھ کامیابی ہوئی۔ لیکن بعد میں دشمنوں کی کثرت کے باعث انہیں بہت پریشانی سے دوچار ہونا پڑا۔ حضرت عیاضؓ کا شروع میں صرف ایرانیوں سے مقابلہ تھا۔ لیکن بعد میں جبلہ بن ایہم بن غسان کے غیر مسلم عربوں کی معیت میں ایرانیوں سے آملا۔ جبلہ بن ایہم کی طرح اکیدر بھی عیاضؓ کو کمزور پا کر مسلمانوں سے انتقام لینے کی خاطر حضرت عیاضؓ کو گھیرے ہوئے تھا۔

اکیدر وہی شخص ہے۔ جسے حضرت خالدؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک زبردست شکست دی تھی۔ اور اسے پکڑ کر حضورؐ کی خدمت میں لے گئے تھے۔ وہ حضرت خالدؓ کا انتقام حضرت عیاضؓ اور اُن کے ساتھیوں سے لینا چاہتا تھا۔ اور

اُسے یہ وہم تک نہ تھا۔ کہ حضرت خالدؓ اُسے سزا دینے کے لئے یہاں بھی پہنچ سکتے ہیں۔

حضرت خالدؓ نے عیاضؓ کی داستان مصیبت سُنی۔ تو وہ اپنے چند حوصلہ مند ساتھیوں کو ساتھ لیکر ہوا کی سی تیزی سے دومہ پہنچ گئے۔ حضرت خالدؓ کی آمد کی خبر عام ہوتے ہی دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ خاص طور پر اکیدر کی حالت تو بہت ہی خراب ہوئی۔ بزدل حضرت عیاضؓ کو کمزور سمجھ کر انتقام لینے آیا تھا۔ مگر حضرت خالدؓ کی اللہ کی تلوار کو اپنے سر پر چمکتے دیکھا۔ تو حواس بجا نہ رہے۔ ارادوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اور بھاگ کھڑا ہوا۔ حالانکہ حضرت خالدؓ کو یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ اکیدر "صاحب" بھی یہاں موجود ہیں۔ اکیدر کے بعد جبلہ بن ایہم بھاگا۔ اور اس کے بعد ایرانیوں نے پیٹھ پھیر دی۔ اور بزدل کچھ حضرت خالدؓ کے ڈر سے مرعوب ہو کر اور کچھ اُن کی تلوار سے ڈر کر میدان چھوڑ گئے۔

حیرت ہوتی ہے۔ کہ حضرت خالدؓ کے پاس بہت تھوڑی فوج تھی۔ اور دشمن بہت زیادہ تھے۔ لیکن کثرت کے باوجود میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور سب سے زیادہ تعجب تو یہ ہے۔ کہ عین التمر سے دومہ بہت کافی فاصلہ پر تھا۔ اور حضرت خالدؓ بہت تھوڑی دیر میں وہاں پہنچ گئے۔ اور عین اس وقت جبکہ دشمن حضرت عیاضؓ کو دبانے میں کامیاب ہونے کو تھا۔ حضرت

Marfat.com

سیف اللہؓ نے پہنچ کر کفار کے ارادوں کو ملیامیٹ کر دیا۔

دومہ کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ کچھ دنوں تک وہیں ٹھیرے رہے۔ دوسری طرف دومہ کی شکست خوردہ قوتیں الحیرہ پہنچیں۔ اور یہ معلوم کر کے کہ خالدؓ ابھی تک واپس نہیں آئے۔ مسلمانوں پر چڑھ آئے۔ اس واقعہ سے حضرت خالدؓ کی عظمت کا اندازہ کیجئے۔ تمام مسلمان فوج الحیرہ میں موجود ہے۔ صرف حضرت خالدؓ اور ان کے چند ساتھی الحیرہ سے باہر ہیں۔ لیکن محض حضرت خالدؓ کی عدم موجودگی ہی کو دشمن غنیمت سمجھ کر مسلمانوں پر حملہ کرتے ہیں۔ دشمنوں کی اس بزدلی کی اطلاع حضرت خالدؓ کو ملتی ہے۔ اور وہ جس تیزی سے آئے تھے۔ اسی تیزی سے واپس لوٹے۔ اور الحیرہ پہنچ کر بدوی قبائل کی سرکوبی کے لئے فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ حضرت عیاضؓ کے سپرد کیا اور انہیں الحیرہ پر بھیڑنے کا حکم دیا۔ دوسرے حصہ کو فرات کے پایاب راہوں پر مسلط کر دیا۔ اور خود عین التمر میں ٹھیرے۔ حضرت خالدؓ کے ان انتظامات سے بدوی قبائل اور ایرانی گھیرے میں آ گئے۔ تینوں لشکر پوری قوت کے ساتھ دشمنوں کو ہر طرف سے دباتے ہوئے مرکز کی طرف بڑھے۔ بزدل بدوؤں اور ایرانیوں نے حسب دستور بھاگ کر جان بچانی چاہی۔ لیکن ہر طرف سے مسلمانوں نے ان کا "استقبال" کیا۔ اور ان کا کوئی آدمی بچ کر بھاگ نہ سکا۔ بہت

Marfat.com

سے مارے گئے۔ اور باقی قید کرلئے گئے۔

جو بدوی جنگ میں شریک نہیں تھے۔ مگر شرارتی تھے۔ ان کی بستیوں پر حضرت خالدؓ نے چھاپے مارے۔ حضرت خالدؓ کی ان جنگی کارروائیوں سے دشمنوں کے مزاج درست ہوگئے۔ انہوں نے لڑنے کے ارادے چھوڑ دئے۔

الفریدپر لشکرکشی اور فتح

بدوی قبائل کی سرکوبی کے بعد حضرت خالدؓ الفرید کی طرف بڑھے۔ الفرید عراق کا آخری حصہ تھا۔ اور حکومت ایران کی طرف سے حضرت خالدؓ کی یلغار کو روکنے کے لئے اس پر بہت بڑی فوج جمع تھی۔ حضرت خالدؓ کے ساتھ اس سے تقریباً چھ گنا کم فوج تھی۔ حضرت خالدؓ کے نزدیک دشمنوں کی کثرت کوئی حیثیت نہ رکھتی تھی۔ بارہا ایسی کثرتوں سے ٹکرا چکے تھے۔ اور ہمیشہ فتح پائی تھی۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں۔ کفار آج خلاف معمول بڑی جرأت سے لڑے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ اگر خالد فتح پاگئے۔ تو پھر ان کا روکنا مشکل ہوگا۔ یہی ڈر انہیں جرأت سے لڑنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اور لڑائی طویل ہوگئی۔

یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ لڑائی نے اس قدر طول پکڑا۔ حضرت خالدؓ غصہ میں بھر گئے۔ اور متواتر اور پر زور حملوں سے دشمنوں

Marfat.com

کی صفیں الٹ دیں۔ صفوں کی ترتیب کا بگڑنا تھا۔ کہ کافروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور حسب دستور پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ فتح کے بعد اندازہ کیا گیا۔ تو پچاس ہزار کے قریب لاشیں میدان جنگ میں خاک و خون میں لوٹ رہی تھیں۔

حضرت خالدؓ کی یہ فتح اس سال کی آخری فتح تھی۔ اس فتح سے عراق کی تمام متحارب قوتیں ختم ہو گئیں۔ عراق کا بیشتر حصہ فتح ہو چکا تھا۔ اس لئے حضرت خالدؓ نے فوج کو کچھ دنوں کے لئے آرام کا حکم دیا۔

حج کو روانگی

یہ حج کا زمانہ تھا۔ اور حضرت خالدؓ کو دیارِ محبوب سے جدا ہوئے کافی دن ہو چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس فرصت کو غنیمت جانا۔ اور نہایت احتیاط سے فوج کو اطلاع کئے بغیر حج کو روانہ ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے اپنی غیر حاضری کو چھپانے کے لئے کچھ اس قسم کے انتظامات کر دئے۔ کہ فوج کے کسی آدمی کو نہ تو حضرت خالدؓ کی غیر حاضری کی خبر ہوئی۔ نہ ہی انہیں یہ شک ہوا۔ کہ حضرت خالدؓ فوج میں موجود نہیں ہیں۔ فوج سے علیحدہ ہونے کے بعد حضرت خالدؓ سرعت کے ساتھ کعبۃ اللہ پہنچے۔ اور حج سے فارغ ہوتے ہی واپس تشریف لائے شام

سے وقت حضرت خالدؓ لشکر کے قریب پہنچے۔ تو لوگوں نے یہی خیال کیا۔ کہ حضرت خالدؓ پیدل قدمی کے بعد تشریف لائے ہیں۔

قادسیہ پر لشکر کشی

حج سے واپسی کے بعد چونکہ مسلمان فوج کافی آرام کر چکی تھی۔ اس لئے حضرت خالدؓ قادسیہ کی فتح کے ارادہ سے قادسیہ کی طرف بڑھے۔ قادسیہ والوں کو جب حضرت خالدؓ کی آمد کی خبر ہوئی۔ تو یہ شہر کے دروازے بند کر کے محصور ہو گئے۔

حضرت خالدؓ محاصرہ میں مصروف تھے۔ کہ نامہ بردار حضرت سے حضرت صدیق اکبرؓ کا خط لایا۔

سپہ سالارِ اعظم افواجِ اسلامیہ

اس خط میں حضرت خالدؓ کو عراق کی فتوحات پر مبارکباد دی گئی۔ اور ان کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ قادسیہ کے محاصرہ کا کام کسی دوسرے کے سپرد کر کے خود شام کی طرف بڑھیں۔ اور وہاں سے تمام افواج اسلامی کی رہنمائی فرمائیں۔

شام کی فتح

شام کو روانگی | حضرت خالدؓ کو شام کی مہم پر روانہ کرتے وقت سیدنا

Marfat.com

صدیق اکبرؓ نے انہیں تمام افواج اسلامی کا سپہ سالار بھی مقرر کیا۔ کیونکہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے نزدیک خالدؓ بہترین مدبر اور بہت بڑے بہادر تھے۔ یہ حضرت خالدؓ ہی تھے جنہوں نے فتنہ ارتداد جیسے طوفان کا زور توڑا۔ یہ حضرت سیف اللہؓ ہی تھے۔ جنہوں نے عراق جیسے اہم علاقہ میں جہاں قدم قدم پر جنگ لڑنی پڑتی تھی۔ فتح پر فتح حاصل کی۔ اور اب جبکہ عراق میں اسلامی علم لہرایا جا چکا تھا۔ تو ضرورت تھی۔ کہ انہیں عراق سے زیادہ وسیع علاقہ میں اسلامی حکومت قائم کرنے پر مامور کیا جائے۔ یوں تو شام میں مسلمانوں کی فوج مصروف جنگ تھی۔ لیکن فتوحات کی رفتار بہت سست تھی۔ اور اس سست رفتاری پر کفایت نہیں کی جا سکتی تھی۔ ہمیں حضرت خالدؓ کی تعریف میں مبالغہ کرنا مقصود نہیں۔ اور نہ ہی شام کے مجاہدین پر نعوذ باللہ اعتراض کر رہے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ شام کے مجاہدین میں جو لوگ شامل تھے۔ وہ آہستہ آہستہ بڑھنے کو مناسب سمجھتے تھے۔ لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ نرم روی کے قائل نہ تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ انہوں نے خالدؓ جیسے برق رفتار سپہ سالار کو شام کی طرف بھیجا۔

حضرت خالدؓ نے محاصرہ کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے صرف چند سو سپاہیوں کو اپنے ساتھ لیا۔ اور باقی تمام سپاہ کو حضرت مثنیٰؓ کے پاس چھوڑ دیا۔

Marfat.com

حضرت خالدؓ نے روانگی سے پیشتر حضرت مثنیٰؓ کو تمام فوجی قواعد سکھائے۔ اور مناسب ہدایات دے دیں۔ حضرت خالدؓ سے حضرت مثنیٰؓ جدا ہونا نہیں چاہتے تھے۔ وہ انہیں کی زیر نگرانی جنگ کرنے کو پسند کرتے تھے۔ لیکن یہاں پسند کا سوال نہ تھا۔ یہاں دربار خلافت کے احکام کی تعمیل کی ضرورت تھی۔ اس لئے انہیں خالدؓ کی نیابت کے فرائض انجام دینے پڑے۔

بلاذری کا بیان ہے۔ کہ حضرت خالدؓ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ آٹھ سو جانباز تھے۔ اور ان جانبازوں کو لے کر اللہ کا یہ مجاہد اسلام اور قانون الٰہی کی اشاعت کے لئے شام جیسے وسیع ملک کو فتح کرنے نکلا۔

رستہ کی فتوحات | قادسیہ سے روانہ ہو کر حضرت خالدؓ جندوہ پہنچے۔ جندوہ میں کندہ اور دوسرے عجمی قبائل آباد تھے۔ حضرت خالدؓ نے ان سے جنگ کی اور ان پر فتح پائی۔ پھر یہاں سے المفیخ اور الحصید میں آ گئے۔ یہاں بنی تغلب بن وائل کی ایک مرتد جماعت رہتی تھی۔ حضرت خالدؓ نے ان سے جنگ کی اور ان پر بھی فتح پائی۔ اس کے بعد قراقر تشریف لے گئے۔ وہاں بھی فتح پائی۔ پھر سوئے آئے۔ اور یہاں بھی فتح پائی۔ یہ سارا علاقہ جس سے حضرت خالدؓ گذر رہے تھے۔ بدوؤں سے آباد تھا۔ اور ان

Marfat.com

لوگوں نے ہر مقام پر حضرت خالدؓ کا رستہ روکا۔ اور سچ پوچھو تو سات آٹھ سو سپاہیوں کو دیکھ کر ہر ایک کو ان سے لڑنے کی جرأت ہوتی تھی۔ مگر انہیں معلوم نہ تھا۔ کہ یہ خالدؓ اور ان کے جانباز ساتھی ہیں۔ ان سے لڑنا آسان نہیں ہے۔ تعجب ہوتا ہے۔ کہ رستہ میں کسی مقام پر بھی تو حضرت خالدؓ کو شکست نہیں ہوئی۔

فرافر سے سوئے تک کا علاقہ بالکل بنجر اور ناقابل عبور صحرا تھا۔ یہاں میلوں تک پانی نظر نہیں آیا۔ حضرت خالدؓ نے پیاس کی مصیبت سے بچنے کے لئے ایک تدبیر کی اور وہ یہ کہ ہر جگہ اونٹوں کو خوب اچھی طرح پانی پلا دیتے۔ پھر ان کے ہونٹوں میں نیزہ چبھو دیتے تاکہ جگالی نہ کرسکیں۔ اس طرح پانی کا ذخیرہ اونٹوں کے پیٹوں میں محفوظ رہتا۔ اور خالدؓ اونٹوں کو ذبح کرکے ان کے پوٹوں سے پانی نکال کر فوج کو دیتے۔ یہ پانی بالکل صاف ہوتا۔ اور فوج خطرہ سے نکل جاتی۔

اس سارے رستہ میں حضرت رافعؓ بن عمیرہ الطائی نے ان کی رہنمائی کی۔ کیونکہ یہ رستہ ہر اعتبار سے ناقابل عبور تھا۔ اور رافعؓ اس کی مخصوص اور آسان گذرراہوں سے واقف تھے۔

حضرت خالدؓ الکواثل پہنچے۔ یہاں سے قرقیسیا آئے۔ قرقیسیا پر فوج کا پانی ختم ہوگیا۔ کسی چشمہ کی تلاش ہوئی۔ حضرت رافعؓ نے

یہاں بھی رہنمائی کی۔ اور ایک چشمہ پر لے گئے۔ جو بظاہر آنکھوں سے اوجھل تھا۔ یہاں مسلمان نہائے۔ پانی پیا۔ اور چھاگلیں بھر لیں۔ اور پھر ارکہ کی طرف بڑھے۔ جو تھوڑی دور پر تھا۔ ارکہ پہنچ کر حضرت خالدؓ نے اسے صلح کے ذریعہ فتح کیا۔ پھر دومۃ الجندل پہنچے۔ اسے بھی فتح کیا۔ پھر قصم آئے۔ قصم کے لوگوں نے حضرت خالدؓ سے صلح کی درخواست کی۔ صلح منظور کر لی گئی اور حضرت خالدؓ آگے بڑھے۔ تدمہ پہنچے۔ تو وہاں کے لوگوں نے ان کا رستہ روکا۔ اور جب ناکامی ہوئی۔ تو قلعہ گیر ہوئے۔ پھر امان مانگی۔ حضرت خالدؓ نے ان کو امان دے دی۔ یہاں سے حضرت خالدؓ القریتین آئے۔ یہاں کے لوگوں نے ان سے جنگ کی اور مغلوب ہو گئے۔ پھر حوارین آئے۔ یہاں بھی جنگ ہوئی۔ لیکن اللہ نے حضرت خالدؓ کو فتح دی۔ حوارین کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ مرج راہط تشریف لے گئے۔ اور غسانی نصرانیوں پر حملہ کیا۔ اور پھر یہاں سے الثنیہ کی طرف بڑھے۔ یہ مقام ثنیۃ العقاب کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت خالدؓ نے یہاں تھوڑی دیر قیام فرمایا۔ اور اسلامی پرچم لہرانے کی رسم ادا کی۔ یہ پرچم جسے حضرت خالدؓ نے اس سرزمین کفر میں پہلی دفعہ لہرایا۔ سرور کون و مکان صلے اللہ علیہ وسلم کا مخصوص علم تھا۔ اس کا رنگ بالکل سیاہ تھا۔ اور یہ علم حضور سرور کون و مکان صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد

Marfat.com

سیدنا خالدؓ بن ولید کو عطا ہُوا۔

تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد حضرت خالدؓ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح سے ملنے کے لیئے الجابیہ پہنچے۔ اور اُن کے ساتھ بصرے کی طرف چلے۔

بصرے پر لشکر کشی اور فتح

حضرت خالدؓ کی آمد سے پہلے حضرت شرجیل بن حسنہؓ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بصرے کی فتح کو روانہ ہو چکے تھے۔ حالانکہ واقدی کے بیان کے مطابق حضرت خالدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو لکھا۔ کہ وہ اُن کے آنے تک کسی مقام پر لشکر کشی نہ کریں۔

بصرے رومیوں کا ایک بہت اہم شہر تھا۔ اور وہاں مسلمانوں کے حملہ کے خوف سے بہت کافی فوج جمع کر لی تھی۔ حضرت شرجیلؓ کو دشمن کی کثرت کی اطلاع نہ تھی۔ اور اگر اطلاع ہوتی بھی۔ تو شاید وہ اس وجہ سے رُکتے بھی نہیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جب بصرے کے رومی میدانِ جنگ میں اُترے اور مرنے مارنے کے ارادے سے اُترے۔ تو حضرت شرجیلؓ کو بڑی دقت پیش آئی اس میں شک نہیں۔ کہ حضرت شرجیلؓ اور اُن کے ساتھی بہت جراُت سے لڑ رہے تھے۔ لیکن ایک تو دشمن کی تعداد بہت زیادہ

Marfat.com

تھی۔ دوسرے تازہ دم تھے۔

دونوں فوجیں بڑی سختی سے لڑ رہی تھیں۔ مسلمان کمی تعداد کی وجہ سے دشمنوں کے گھیرے میں تھے۔ حضرت شرجیلؓ مسلمانوں کو خدا کی راہ پر کٹ مرنے کی تلقین فرما رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ بارگاہِ قدسی میں امداد کی دعا بھی کر رہے تھے۔ کہ ناگاہ سامنے سے غبار اُٹھا۔ اور حضرت خالدؓ کا سیاہ علم فضائے آسمانی میں لہراتا ہوا دکھائی دیا۔ تھوڑی دیر بعد خالدؓ کی سواری بھی نظر آنے لگی۔ اُن کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ اور حضرت ضرارؓ بن ازور اور چند دوسرے جانباز بھی تھے۔ اور یہ مختصر جماعت تیزی سے میدانِ جنگ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

حضرت خالدؓ نے دور ہی سے شرجیل کو دیکھ لیا اور بلند آواز سے کہا۔

" دوست۔ میرے رفیق۔ موت سے کھیلنے والا جانباز اور تمہارا بھائی اللہ کے حکم سے تمہاری مدد کو آپہنچا۔"

بصرے کی فتح حضرت خالدؓ کے آتے ہی میدان جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں نے دشمنوں کی صفیں الٹ دیں۔ اور دشمن بھاگ کر قلعہ گیر ہو گیا۔ دوسرے دن پھر دشمن بہت عہد و پیمان کرنے کے بعد میدان جنگ میں اُترے۔

حضرت خالدؓ نے آج خاص انداز سے فوج کو ترتیب دیا۔

Marfat.com

اور دشمن کا انتظار کرنے لگے۔ دشمن شہر کے دروازے کھول کر باہر نکلے۔ پہلے دونوں طرف کے مخصوص جانباز دادِ شجاعت دیتے رہے۔ پھر دونو فوجیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں۔ لیکن حضرت خالدؓ اور ان کے جانباز ساتھیوں نے بہت جلدی دشمنوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور وہ بیشمار لاشیں آج کے معرکہ کی یادگار پیچھے چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اور اس کے بعد انہیں میدان جنگ میں نکل کر لڑنے کی جرأت نہ ہوئی۔

واقدی کے بیان کے مطابق روماس ایک ایماندار رومی سردار نے مسلمانوں کو شہر میں داخل ہونے کی راہ بتائی۔ واقدی کی اس روایت کی تائید میں ہمیں اور کوئی روایت نہیں ملی اس لئے ہم اس پر زیادہ اعتماد نہیں کر سکتے۔ بلاذری نے اس واقعہ کو بہت مختصر طور پر بیان کیا ہے۔ اور صرف اتنا کہا ہے۔ کہ مسلمانوں نے شہر فتح کر لیا۔

خواہ واقدی کی روایت صحیح بھی ہو۔ تو پھر بھی یہ ماننا پڑیگا۔ کہ حضرت خالدؓ کی ہنرمندی اور تدبر نے قلعہ میں داخل ہونے اور اس پہ فتح پانے کی راہ نکالی۔ خواہ روماس کی امداد حاصل کی یا اور کسی کی۔ بہرحال بصرئے فتح کر لیا۔ یہاں ایک بات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ کہ حضرت خالدؓ نے قوت کے زور سے فتح کیا۔ لیکن جب شہر میں داخل ہوئے۔ اور دشمنوں نے ہتھیار ڈال

Marfat.com

دئے۔ اور امان طلب کی۔ تو حضرت خالدؓ نے سب کو امان دے دی۔ اور فوج میں منادی کرادی۔ کہ ہم نے شہر والوں کو امان دے دی۔ کوئی کسی کا مال نہ لوٹے۔ اور نہ ہی کسی سے بدسلوکی کرے۔

اجنادین کا معرکہ

بلاذری کا بیان ہے۔ کہ حضرت خالدؓ نے بصرے کی فتح کے بعد اجنادین پر لشکر کشی کی۔

اجنادین پر رومیوں کی ایک بہت بڑی فوج موت وحیات کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع تھی۔ کفار کی فوج کی تعداد کے متعلق مؤرخین نے لکھا ہے۔ کہ ایک لاکھ سے کم نہ تھی۔ بلاذری، واقدی، طبری تینوں اس بیان پر متفق ہیں۔

شام کے وقت حضرت خالدؓ اپنے ساتھیوں سمیت اجنادین پہنچے۔ دونو فوجوں کی چھاؤنیاں آمنے سامنے تھیں۔ ایک طرف مسلمان ڈیرے ڈالے تھے۔ اور دوسرے طرف رومی پڑے تھے۔ رومیوں کی شان وشوکت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ میلوں تک ایک نہایت شاندار اور بارونق شہر آباد تھا۔ ہر طرف بڑے عظیم الشان کیمپ لگے تھے۔ شاہی محلات کی طرح ہر طرح سے آراستہ پیراستہ تھے۔ فرش فروش بچھے تھے۔ دبیز قالینوں پر تخت

Marfat.com

بچھے تھے۔ ان پر زربفت اور ریشم کی چادریں بچھائی گئیں۔ دروازوں پر ریشمی پردے پڑے تھے۔ امراء اور سرداروں کے خیموں میں رقص و سرود کی محفلیں گرم تھیں۔ رومی اس طرح کل کی جنگ کا انتظار کر رہے تھے۔ دوسری طرف اسلامی کیمپ میں اللہ کی عبادت ہو رہی تھی۔ ہتھیار صاف کئے جا رہے تھے اور دعائیں مانگی جا رہی تھیں۔ کہ یہ میدان بھی انہیں کے ہاتھ رہے۔

حضرت خالدؓ اس رات ایک لمحہ کے لئے نہیں سوئے ساری رات میدان جنگ کا چکر کاٹتے رہے۔ صبح کے وقت جب مؤذن نے اللہ کی عظمت و برتری کا اعلان کیا۔ تو خالدؓ نے گھوڑے سے اتر کر وضو کیا۔ نماز پڑھائی۔ اللہ اللہ۔ یہ نماز کا منظر بھی کیا عجب ہو گا۔ دس ہزار پردیسی مسلمان ایک لاکھ رومی سپاہ کی موجودگی میں اللہ کے حضور جھک کر بندگی کا ثبوت پیش کر رہے تھے۔

نماز سے فراغت کے بعد حضرت خالدؓ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ فوجیں صفیں باندھے تیار کھڑی تھیں۔ کہ حضرت خالدؓ نے میمنہ پر حضرت معاذؓ بن جبل۔ میسرہ پر حضرت سعیدؓ بن عامر۔ نعمانؓ بن بشیر۔ اور شرجیلؓ بن حسنہ کو افسر مقرر کیا۔ یزیدؓ بن سفیان کو عقب میں رہنے کا حکم دیا۔ اور خود حضرت ابو عبیدہؓ

Marfat.com

کی معیت میں وسط فوج میں ٹھہرے - یہ انتظام فرمانے کے بعد حضرت خالدؓ نے فوج کو ثابت قدمی سے لڑنے کی نصیحت فرمائی۔ مردوں کو نصیحت فرمانے کے بعد عورتوں کی طرف بڑھے اور انہیں فرمایا -

"مرد اگر پیچھے ہٹیں - تو تمہارا فرض ہو گا - کہ انہیں مار مار کر واپس کر دو"

واقدیؒ کہتے ہیں - کہ حضرت خالدؓ کی اس تقریر کا بہت اثر ہوا - اور مسلمانوں میں بے انتہا جوش پھیل گیا -

اب مسلمان فوج حضرت خالدؓ کے حکم سے میدان جنگ کی طرف بڑھ رہی تھی - دوسری طرف سے رومی بھی میدانِ جنگ میں اترے -

حضرت خالدؓ نے اعلانِ جنگ کے طور پر تکبیر بلند کی ہی تھی کہ رومیوں کا ایک سفیر حاضر ہوا - اور سپہ سالار سے گفتگو کی خواہش ظاہر کی - حضرت خالدؓ سامنے آ گئے - اس نے پوچھا - آپ ہی فوج کے سپہ سالار ہیں - حضرت خالدؓ نے جواب دیا - مسلمان مجھے ایسا ہی سمجھتے ہیں - لیکن یہ شرف اسی وقت ہے - جب تک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام سے روگردانی نہ کروں -

سفیر نے خالدؓ کو اپنی کثرت سے ڈرایا - اور صلح کی خواہش کی

Marfat.com

لیکن حضرت خالدؓ نے حسب دستور صلح کے لئے شرطیں پیش فرمائیں۔ اسلام یا جزیہ ورنہ جنگ۔ رومی سفیر واپس لوٹا۔ کہ اُدھر سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔ خالدؓ نے ابھی اذن جنگ نہیں دیا تھا۔ کہ ضرارؓ بن الازور مشہور جری اور بہادر نوجوان حاضر خدمت ہوئے۔ اور تن تنہا رومیوں پر حملہ کی اجازت چاہی۔ حضرت خالدؓ نے اجازت دی۔ تو یہ بہادر نیزہ تانے رومی تیر اندازوں پر ٹوٹ پڑے۔ رومی بھی مقابلہ کو آئے۔ مگر حضرت ضرارؓ نے دیکھتے ہی دیکھتے تیس رومیوں کو موت کے آغوش میں دے دیا۔ رومی سپہ سالار کے حکم سے ایک رومی سردار ضرارؓ کے مقابلہ کو بڑھا۔ ضرارؓ نے اس پر پے درپے ایسے تیز حملے کئے۔ کہ رومی کا سانس پھول گیا۔ اور تارے نظر آنے لگے۔ رومی سپہ سالار کے اشارے سے دس رومی جانباز رومی سردار کی امداد کو بڑھے۔ دوسری طرف سے خالدؓ بھی دس مسلمانوں کو ساتھ لے کر ضرارؓ کی امداد کو آئے۔ اتنے میں ضرارؓ رومی سردار کا سر کاٹ چکے تھے اس نظارہ کے بعد دونوں فوجیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں۔ مقابلہ بہت سخت تھا۔ عرب کے مسافر اسلام اور خدائی قانون کی اشاعت کے لڑ رہے تھے۔ اور رومی عزت و آبرو اور ملک کی حفاظت کی خاطر۔

سورج بلند ہوتا جا رہا تھا۔ دھوپ بڑھتی جا رہی تھی۔

Marfat.com

لیکن دونو فوجیں لڑائی میں مشغول تھیں۔ تلواریں چمک رہی تھیں۔ نیزے بلند ہو رہے تھے۔ اور انسانی سر اور دوسرے اعضا کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ کہ سورج اپنا دن کا سفر ختم کر کے غروب کی تیاری کرنے لگا۔ اور دونوں فوجیں اپنی اپنی قیام گاہ کو واپس ہو گئیں۔ آج کے معرکہ میں تین ہزار رومی کام آئے لیکن مسلمان شہدا کی تعداد بہت کم تھی۔ رومیوں کے مقتولین کی زیادتی کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ کہ وہ موت سے ڈرتے تھے۔ اس لئے موت ان کا پیچھا کر رہی تھی۔ رومی طاقت کے زور پر لڑنے آئے تھے۔ اس لئے نقصان اُٹھا کر لوٹے مسلمان خدا اور رسول کا نام بلند کرنے کے لئے لڑنے نکلے تھے۔ اس لئے کامیاب لوٹے۔ حضرت خالدؓ اور اُن کے ساتھی آج کی کامیابی پر بہت خوش تھے۔ مگر رومیوں کی حالت بہت خراب تھی۔

دروان رومی سپہ سالار آج کے نقصان پر بہت مغموم تھا۔ اور دوستوں سے مشورہ کر رہا تھا۔ کہ کسی طرح مسلمانوں سے لڑے بغیر نجات حاصل کرے۔ ایک دوست نے مشورہ دیا۔ کہ خالدؓ کو دھوکہ سے بلایا جائے۔ اور خواہش ظاہر کی۔ کہ وہ صلح کی گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ گفتگو کے لئے ایک ایسی جگہ انتخاب کی جائے۔ جو دونو فوجوں سے مساوی دور ہو۔ لیکن ہم کچھ سپاہیوں کو کسی مناسب جگہ پر چھپا دیں۔ اور خالدؓ کو تنہا پا کر قتل کر دیں۔

Marfat.com

رومی سپہ سالار کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔ اور اُس نے داؤد نامی ایک زباں آور اور عربی النسل نوجوان کو بلا کر خالدؓ کے پاس بھیجا۔ دردان نے داؤد کو غلطی سے اپنا راز بھی بتا دیا اور تاکید کی۔ کہ جیسے بھی ہو۔ خالدؓ کو یہاں آنے پر رضامند کرے۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ داؤد تھا تو عیسائی۔ مگر راست باز نوجوان تھا۔ اور خالدؓ جیسے باعظمت انسان کو دھوکہ سے گرفتار کرانا نہیں چاہتا تھا۔ اِس لئے اس نے تمام قصہ حضرت خالدؓ سے عرض کر دیا۔ اور حضرت خالدؓ نے ملاقات منظور کر لی۔

حضرت خالدؓ کی گرفتاری کی سازش

دردان کو اس منظوری کی اطلاع ہوئی۔ تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور ساری رات حضرت خالدؓ کی گرفتاری اور انہیں قتل کرنے کے منصوبے باندھتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ کہ خالدؓ آئینگے اُن سے خندہ پیشانی سے ملونگا۔ مصافحہ کرونگا۔ اور باتوں میں لگا کر سینہ میں خنجر گھونپ دونگا۔ انہی خیالات میں صبح ہوئی دردان بہترین اور بیش قیمت لباس پہن کر جائے موعود کی طرف بڑھا۔ دوسری طرف خالدؓ نے سازش سے باخبر ہوتے ہی حضرت ضرارؓ بن الازور کو حکم دیا۔ کہ وہ دس جانبازوں کے ساتھ اس خُفیہ

جگہ پر پہنچ جائیں۔ جہاں وردان کے سپاہی چھپے تھے۔ (داؤد نے حضرت خالدؓ کو اس جگہ کی طرف اشارہ کر دیا تھا)۔

ضرارؓ بن الازور دس جانبازوں کے ساتھ نہایت احتیاط سے رستہ چلنے والوں کی نظروں سے چھپتے چھپاتے اس مقام پر پہنچ گئے۔ اور دغاباز رومیوں کو قتل کرکے خود اُن کے کپڑے پہن کر وہیں چھپ رہے۔

حضرت خالدؓ یہ انتظام کرنے کے بعد وردان سے ملنے گئے وردان بڑی خندہ پیشانی سے ملا۔ اور کافی دیر تک صلح صفائی کی باتیں کرنے کے بعد کمر میں چھپے ہوئے خنجر سے حضرت خالدؓ پر حملہ کر دیا۔ حضرتؓ نے وار خالی دیا۔ اور اُسے اُٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ وردان نے مصیبت میں پڑتے ہی دوستوں کو پکارا۔ اور حضرت ضرارؓ رومیوں کے لباس میں تیزی سے اس پکار کے جواب میں بڑھے۔ اور وردان جیسے دغاباز کا سر کاٹ کر نیزہ پر اُٹھا لیا۔

حضرت خالدؓ ضرارؓ کو ساتھ لے کر میدان کارزار کی طرف بڑھے مسلمانوں کو لڑائی کا اشارہ کیا۔ اور منادی کرا دی کہ وردان مارا گیا۔ ضرارؓ بن الازور نے اس اعلان کے ہوتے ہی وردان کا سر رومی فوج میں پھینک دیا۔ رومی فوج اس غلط فہمی میں تھی کہ حضرت خالدؓ مارے گئے ہونگے اور وردان انہیں خوشخبری سنانے

آئیگا۔ لیکن خالدؓ کی جگہ اپنے سپہ سالار کا سر کٹا دیکھ کر اُن کے حواس اُڑ گئے۔ دل لرزنے لگے۔ قدم ڈگمگا گئے۔ اور صفیں بگڑ گئیں۔
واقدی نے اس جنگ کے مقتولین کفار کی تعداد پچاس ہزار بتائی ہے۔ اور بلاذری نے چند مسلمان مقتولین کے نام لکھنے پر اکتفا کی ہے۔

اس فتح کے اثرات

بلاذریؒ کا بیان ہے۔ کہ اجنادین کی فتح کے بعد ہرقل شہنشاہِ روم کا دل ٹوٹ گیا۔ اور وہ حمص سے جہاں وہ ٹھیرا ہوا تھا۔ بھاگ نکلا۔

حضرت خالدؓ کی اس فتح سے جو سیاسی اثرات مرتب ہوئے۔ وہ یہ تھے۔ کہ رومیوں کے دلوں سے بادشاہ کا احترام جاتا رہا۔ وہ بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے لڑا کرتے تھے۔ اب بادشاہ کے فرار نے ان کے دل میں اس کے متعلق سوءِ ظن پیدا کر دیا۔

روم کی بہترین فوج اور وردان جیسا مشہور سپہ سالار میدانِ جنگ میں کام آیا۔ مسلمانوں کو بے شمار مالِ غنیمت ملا۔ مسلمانوں کی مالی حالت بہت بہتر ہو گئی۔ اور اُن کے آگے بڑھنے کے لئے بہت سی سہولتیں پیدا ہو گئیں۔

اجنادین کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ نے دربار خلافت میں نامہ

Marfat.com

فتح لکھا۔ اور خمس کا مال بھی بھیجا۔ اور خود فوج کو ساتھ لے کر دمشق کے محاصرہ کے لئے دمشق پہنچ گئے۔

دمشق کا محاصرہ

دمشق کا شمار اس زمانہ کے بڑے اور آباد ترین شہروں میں ہوتا ہے۔ یہ اس وقت ایک قسم کی سب سے بڑی تجارتی سیاسی اور اقتصادی منڈی تھی۔ اس واسطے ضروری تھا۔ کہ اس شہر کو بھی فتح کرلیا جائے۔ مگر سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی۔ کہ دمشق والے شہر سے باہر نکل کر لڑنا نہیں چاہتے تھے۔ اور مسلمانوں کے پاس ایسے اسلحہ جنگ نہ تھے۔ کہ وہ دمشق جیسے مشہور شہر کو آسانی سے فتح کر لیتے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ حضرت خالد نے اپنی امداد کے لئے عمروؓ بن العاصؓ شرجیلؓ بن حسنہ اور حضرت ابو عبیدؓ کو بھی بلا لیا۔ اور یہ سب مل کر دمشق کے محاصرہ کے لئے بڑھے۔

حضرت خالدؓ نے بہت وسیع پیمانے پر محاصرہ کے انتظام کیئے۔ تاکہ کسی رستے سے بھی محصورین کو کسی قسم کی امداد نہ مل سکے۔ چونکہ شہر کے متعدد دروازے تھے۔ اس لئے حضرت خالدؓ نے باب توما پر حضرت عمرو بن العاص کو اور ان کے ساتھیوں کو ٹھیرایا۔ الفرادیس پر حضرت شرجیلؓ بن حسنہ کو مقرر کیا۔ اور الجابیہ پر حضرت ابو عبیدہؓ کو اتارا۔ خود مشرقی دروازے پر رکے۔ اور حضرت ضرارؓ بن الازور

کو دو ہزار جاں بازوں کے ساتھ محافظ دستہ کی خدمات سپرد کیں اور انہیں ہدایت فرمادی کہ ایک تو ضرورت کے وقت سب کی امداد کریں۔ اور دوسرے کسی مشتبہ شخص کو شہر میں داخل نہ ہونے دیں۔ مؤرخین کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ حضرت خالدؓ کا یہ محاصرہ ترقی یافتہ دور سے پہلے کے محاصروں میں سے بہترین محاصرہ شمار کیا جاتا ہے۔

دمشق جیسے مضبوط اور مستحکم شہر کا محاصرہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ محصورین کی تعداد محاصرہ کرنے والوں سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اور پھر محصورین کے پاس کئی سال تک کی ضروریات کی چیزیں بکثرت موجود تھیں۔ لیکن حضرت خالدؓ نے محاصرہ میں اس شدت سے کام لیا۔ کہ محصورین بہت جلد عاجز آگئے۔ اور اگر ہربیس اور توما اِن کی راہ میں حائل نہ ہوتے۔ تو شہر والے کبھی کے ہتھیار ڈال دیتے۔ اور شکست اُٹھاتے۔ ہربیس اور توما شام کے دو مشہور اور زبردست سپہ سالار تھے۔ یہ دونو سپہ سالار بادشاہ اور پبلک دونو میں ہردل عزیز تھے۔ اس لئے انہیں دمشق کی حفاظت کے لئے بھیجا گیا۔ یہ دونو محصورین کو نہ صرف اکساتے رہے۔ بلکہ رات کی تاریکی میں سب اسلامی فوج پر شب خون مارتے رہے۔ لیکن ہر بار ناکامی اور نامرادی سے دوچار ہوئے۔

محاصرہ نے بہت طول پکڑا۔ اور سر ولیم میور کے قول کے

Marfat.com

مطابق تو یہ محاصرہ کئی مہینے تک رہا۔ مگر بلاذری۔ واقدی اور طبری نے جو اندازِ بیان اختیار کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محاصرہ کی مدت کچھ غیر معمولی طور پر زیادہ نہیں تھی۔ بہر حال اس طوالت کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ محصورین بادشاہ کی امدادی فوج کے منتظر تھے۔ اور ہربیس اور توما انہیں اس قسم کی خبریں دیتے رہتے تھے۔ کہ بہت جلد بادشاہی فوج ان کی امداد کو بڑھنے والی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ ہرباس اور توما کا بیان صداقت سے خالی نہ تھا۔ بادشاہ کی طرف سے محصورین کی امداد کو فوجیں بھیجی گئیں مگر خالدؓ جیسے ہنر مند اور صاحب تدبیر سپہ سالار نے انہیں دمشق سے بہت کافی فاصلہ پر روکنے کا بندوبست کر رکھا تھا۔

جب دمشق والوں کی امیدیں منقطع ہوتی جا رہی تھیں ہمتیں ٹوٹ چکی تھیں۔ کہ ایک رات بطریق دمشق کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور اس پیدائش کی خوشی میں دمشقیوں نے خوب جشن منایا۔ جشن کی دعوتیں منعقد تھیں۔ رنگ برنگ کی محفلیں گرم تھیں کہ خالدؓ جانباز کو بھی اس کیفیت کی اطلاع ہوئی۔ اور وہ ضرار بن الازور اور اسی قسم کے دوسرے جانباز ساتھیوں کو ساتھ لے کر شہر پناہ کے قریب آئے۔ خندق پار کی اور کمندیں لگا کر شہر پناہ پر چڑھ گئے سب سے پہلے حضرت خالدؓ خود فصیل پر چڑھے۔ سیڑھیاں نیچے لٹکا دیں اور دوسرے ساتھیوں کو بھی اوپر چڑھا لیا۔ اور آہستہ آہستہ

Marfat.com

چھینتے چھپاتے دروازہ کی طرف بڑھے۔ دربانوں نے مقابلہ کیا۔ چونکہ بطریق دمشق کے صاحبزادے کی پیدائش کی خوشی میں انہیں بھی شرکت کا موقع ملا تھا۔ اور شراب کے چند گھونٹ اُن کے حلق کے نیچے بھی اُتر چکے تھے۔ اس لئے بدّو عربوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور بہت جلد مغلوب ہو گئے۔ دربانوں کو قتل کرنے کے بعد دروازہ کھول دیا۔ تکبیر کی آواز بلند ہوئی۔ اور مسلمان فوجی اپنے بہادر سپہ سالار کی آواز سن کر برق کی طرح شہر میں داخل ہو گئے شہریوں نے رنگ میں بھنگ دیکھ کر پہلے تو دوسرے دروازے بھی خود بخود کھول دئے۔ اور حضرت ابو عبیدہؓ سے درخواست کی۔ کہ ہم تو نیازمند ہیں۔ ہم پر رحم فرمائیے۔ حضرت ابو عبیدہ الجابیہ پر پڑے تھے۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا۔ کہ باب شرقی سے حضرت سپہ سالار زبردستی اندر پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے دشمن کو مصالحت پر آمادہ دیکھا۔ اور دروازے کھلے پائے۔ تو خوشی خوشی مصالحت کر لی اور اندر داخل ہو گئے۔

اُدھر سے حضرت ابو عبیدہؓ بڑھ رہے تھے۔ تو دوسری طرف سے حضرت خالدؓ۔ یہ صُلح کے ذریعہ سے اور دوسرے فتح کے ذریعہ سے۔ دونو بہادر۔ ایک نرم دل اور دوسرا جنگجو۔ جب وسط شہر میں ایک دوسرے سے ملے۔ تو دونو کو ایک دوسرے کے طریق کار پر تعجب ہوا۔ خالدؓ اور اُن کے ساتھی لڑتے آ رہے تھے۔ اور حضرت

ابو عبیدہ رضؓ سکون و اطمینان سے بڑھ رہے تھے۔ جب حضرت خالد رضؓ
کو علم ہوا۔ کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے مصالحت کر لی ہے۔ تو انہوں
نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا۔ کہ لڑائی بند کر دیں۔
تعجب ہوتا ہے۔ کہ باوجودیکہ حضرت خالدؓ سپہ سالار تھے لیکن
ابو عبیدہ رضؓ کی صلح پر انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور قوت کے
ذریعے حاصل کردہ علاقوں کو بھی صلح میں شامل کر لیا۔
(بلاذری نے ایک روایت یہ بھی لکھی ہے۔ کہ حضرت خالد رضؓ
صلح کے ذریعے اور حضرت ابو عبیدہ بزور شہر میں داخل ہوئے۔
بلاذری کے نزدیک یہ روایت زیادہ قابل قدر ہے۔ لیکن محمد بن عساکر
کا بیان ہے۔ کہ پہلی خبر زیادہ صحیح ہے۔ غالباً بلاذری کو کسی نے
غلط روایت پہنچائی)
دمشق کی شرائط صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی۔ کہ جو شخص
جزیہ نہ دینا چاہے۔ اور شہر سے نکل جانا چاہے۔ وہ تین دن تک
مسلمانوں کی پناہ میں رہیگا۔ لیکن تین دن کے بعد مسلمانوں پر اُن
کی حفاظت کی ذمہ واری عائد نہ ہو گی۔
ہربس اور توما جن کی وجہ سے اسلامی فوج کو بہت کافی نقصان
اُٹھانا پڑا تھا۔ دمشق سے بہت سے قیمتی جواہرات اور ساز و سامان
ساتھ لے کر نکل گئے۔
حضرت خالد رضؓ دل سے چاہتے تھے۔ کہ ان بدمعاشوں کو اس

Marfat.com

طرح بچ کر نہ نکل جانے دیں ۔ لیکن تین دن تک وہ ان کو کچھ نہیں کر سکتے تھے ۔ تین دن گذر جانے کے بعد حضرت خالدؓ حاضر ضرارؓ بن الازور اور دوسرے جانبازوں کے ساتھ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے ۔

حضرت خالدؓ اور اُن کے ساتھی برق رفتار گھوڑوں پر سوار ہوا کے دوش پر اُڑتے جا رہے تھے ۔ کئی دن کے بعد انہوں نے توما اور ان کے ساتھیوں کو ایک پہاڑ کے دامن میں آرام کرتے پا لیا اور ان کی طرف بڑھے ۔ ہربیس اور توما کے ساتھ حضرت خالدؓ سے کئی گنا زیادہ فوج تھی ۔ توما اور ہربیس نے خالدؓ اور اُن کے ساتھیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا ۔ تو خوش ہوئے کہ مسلمانوں سے انتقام لینگے ۔ اُسے انتقام کا خیال اس لئے پیدا ہوا ۔ کہ حضرت خالدؓ کے ساتھیوں کی تعداد بہت کم تھی ۔ لیکن انہوں نے حیرت انگیز جرأت و بہادری کا ثبوت دیا ۔ اور وہ وہاں سے بھی بھاگ نکلے ۔ اس فتح میں حضرت خالدؓ کو بہت زیادہ مال غنیمت ملا ۔ اُن کے مجاہدوں کی تعداد بہت کم تھی ۔ اس لئے ہر ایک کے حصہ میں بیشمار دولت آئی ۔ اور حضرت خالدؓ اس دولت سے لدے اسلامی کیمپ کی طرف لوٹے ۔

Marfat.com

حضرت خالدؓ کی معزولی

واپسی پر حضرت خالدؓ نے اپنے دوست سیدنا صدیق اکبراور خلیفۃ المسلمین کو نامۂ فتح لکھا۔ اور خمس کا مال بھیجا۔ لیکن خالدؓ نہیں جانتے تھے۔ کہ ان کے دوست قدردان اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اور ان کی جگہ حضرت عمرؓ بن خطاب خلیفہ منتخب کیے گئے ہیں۔ حضرت خالدؓ کو یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کر دیا ہے حضرت خالدؓ کا یہ نامۂ فتح سیدنا فاروقؓ کو ملا۔ تو انہوں نے ابو عبیدہؓ کو اس کا جواب دیا۔ اور لکھا۔ کہ ہم تو خالدؓ کو معزول کر چکے ہیں۔ کیا ان کو اطلاع نہیں ہوئی۔

حضرت خالدؓ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ تو انہیں افسوس ہوا۔ کہ ابوعبیدہؓ نے انہیں کیوں نہ اطلاع دی۔ حضرت ابوعبیدہؓ سے پوچھا۔ تو انہوں نے معذرت چاہی۔ کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہاری دل شکنی ہو۔ خالدؓ نے جواب دیا۔ کہ دل شکنی کی کیا بات ہے۔ خلیفہ وقت مجھے ایک منصب سے علیحدہ کرتے ہیں۔ تو میرا فرض ہے۔ کہ میں ان کی اطاعت کروں۔

Marfat.com

معزولی کے اسباب اور چند غلط فہمیوں کا ازالہ

حضرت خالدؓ کی معزولی کے اسباب پر بہت سی بحث کی گنجائش ہے۔ لیکن ہم مختصر طور پر چند ضروری باتیں عرض کرینگے۔

حضرت عمرؓ خالدؓ سے ناخوش تھے۔ حضرت صدیقؓ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت خالدؓ فتنہٴ ارتداد کو دبانے کے لئے عرب کی مہم پر تھے۔ اور جب آپ نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا تو مالک بن نویرہ کے بھائی حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ اُن سے اپنے بھائی کی مظلومی کا قصہ کہا۔ انہوں نے یہ قصہ کچھ اس صفائی اور دل نشین انداز میں کہا۔ کہ حضرت عمرؓ رونے لگے۔ ان پر بے حد اثر ہوا۔ اور حضرت صدیقؓ سے شکایت کی۔ کہ تم نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کو حاکم کیا ہے۔ کہ جو خون بہانے سے دریغ نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ کو یہ غلط فہمی تھی کہ مالک بن نویرہ مسلمان تھا۔ اس لئے خالدؓ نے اُسے قتل کرکے گناہ کیا۔

حضرت فاروقؓ کو خالدؓ سے زیادہ حسن ظن نہ تھا۔ اور غالباً یہی وجہ تھی۔ کہ اس غلط فہمی نے ان کے دماغ میں جگہ پائی۔ گو حضرت صدیقؓ نے حضرت خالدؓ کے حق میں فیصلہ دیا۔ اور اُن کو نہ صرف بری کر دیا۔ بلکہ فرمایا۔ خالدؓ اللہ کی تلوار ہے۔

اور عمر بھر میں اُسے نیام میں نہیں کر سکتا۔

اور یہ حقیقت ہے۔ کہ اگر یہ تلوار نیام میں کر دی جاتی۔ تو مسلمانوں کو بہت دشواریوں کا سامنا کرنا ہوتا۔ لیکن عمرؓ دشواریوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔ وہ زیادہ حسن ظن کے قائل نہ تھے۔ خالدؓ ان کے دوست تھے۔ لیکن وہ سوچتے تھے کہ اگر مالک بن نویرہ مسلمان تھا۔ اور خالدؓ نے اُسے قتل کر دیا۔ تو یہ جرم ناقابل معافی ہے۔

خالدؓ کی طرف سے حضرت عمرؓ کے دل میں یہ گرہ بیٹھ گئی تھی۔ پھر خالد جب عراق و شام کی مہموں پر روانہ کئے گئے۔ تو انہوں نے گو خمس کا مال تو باقاعدہ خلیفہ کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ لیکن تمام مال غنیمت کا حساب باقاعدہ نہ بھیجتے۔ حضرت فاروقؓ نے حضرت صدیقؓ سے یہ بھی شکایت کی۔ کہ خالدؓ ایسا کیوں نہیں کرتے۔ لیکن صدیقؓ خالدؓ کو جس آنکھ سے دیکھتے تھے۔ وہ خالدؓ کی کوتاہیوں کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ انہوں نے کہا۔ عمرؓ۔ کیا ہے۔ خالدؓ پر یہ پابندی عاید نہیں کی جا سکتی۔

یہ دوسرا واقعہ بھی حضرت فاروقؓ کی منشا کے خلاف طے ہوُا۔ اس لئے ایک گرہ اور بیٹھ گئی۔

پھر ہر دوسرے ہفتے فتوحات کی خبریں سُن کر حضرت فاروقؓ

Marfat.com

بہت گھبرائے - وہ اس تیزی سے بڑھنے کے مخالف تھے - اور ساتھ ہی جب انہوں نے خالدؓ کی غیر معمولی جرأت اور ان کے ساتھیوں کی شقتوں کا حال سُنا - تو اُنہیں افسوس ہؤا - کہ خالدؓ مسلمانوں اور خود سے اپنی طاقت سے زیادہ کام لے رہے ہیں - یہاں تک تو خیر تھی - جب وہ خود خلیفہ منتخب ہوئے - تو بعض پرچہ نویسوں نے نادانستہ اور بعض نے دانستہ جو حضرت خالدؓ اور اسلام سے کچھ زیادہ عقیدت نہیں رکھتے تھے - حضرت خلیفہؓ کو اطلاع دی - کہ خالدؓ نعوذباللہ مال غنیمت میں خیانت کرتے ہیں - اور دو ایک واقعے ایسے ہوئے بھی - کہ انہیں اس غلط فہمی کو پھیلانے کا موقع مل گیا - مثلاً حضرت خالدؓ نے ایک موقع پر ایک شاعر کو چالیس یا بیس ہزار درہم انعام میں دئیے - پرچہ نویسوں نے یہ واقعہ حضرت عمرؓ سے کہا - اور ساتھ ہی یہ حاشیہ بھی چڑھایا - کہ خیال ہے - کہ حضرت خالدؓ نے یہ مال مسلمانوں کے مال سے دبا ہے -

مسلمانوں کے مال میں غبن ہو اور فاروق اعظم جیسا سخت گیر خلیفہ اُسے برداشت کرے - کہیں ایسا ہو سکتا تھا -

ایک اور چیز جسے خود حضرت فاروقؓ نے معزولی کا باعث قرار دیا ہے - وہ یہ تھی - کہ حضرت خالد جہاں کہیں بھی گئے - انہیں شکست نہ ہوئی - اور کیا مسلمان اور کیا کافر سب کے دل میں یہ

Marfat.com

خیال ہو گیا تھا۔ کہ اسلامی فتوحات کا باعث صرف خالدؓ ہی ہیں۔
گر واقعات اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ خالدؓ کے باعث
ہر جگہ فتح ہوئی۔ لیکن عوام کے دلوں میں اس خیال کا اعتقاد کی
صورت میں جاگزین ہو جانا مسلمانوں اور اسلام کے حق میں بہت
مضر تھا۔ مسلمانوں میں خود اعتمادی کا جذبہ کم ہو جاتا۔ اور وہ شاید
خالدؓ کی غیر موجودگی میں حوصلہ ہار دیتے۔ حضرت فاروقؓ اس
قسم کے خیال کو بھی شرک سمجھتے تھے۔ اور ہمارے خیال میں
سیف اللہ حضرت خالدؓ کی معزولی کی سب سے بڑی اور اہم
وجہ یہی تھی۔ اور اگر سچ پوچھو۔ تو یہ سب باتیں مل کر اگر رائی کے
برابر تھیں۔ تو اب پہاڑ بن گئیں۔ اور ابو عبیدہؓ کے نام خالدؓ کی
معزولی کا حکم پہنچ گیا۔

سیدنا فاروقؓ کے اس فعل پر زبان کھولنے کی جرأت
ایمان کا خطرہ ہے۔ اور شاید کہنے والا یہ کہ سکتا ہے۔ کہ یہی باتیں
اگر قابل اعتراض تھیں۔ تو پھر صدیقؓ نے ان باتوں پر کیوں
مؤاخذہ نہیں فرمایا۔ صدیقؓ اور فاروقؓ دو تو اسلام اور
مسلمانوں کے برابر ہی خواہ تھے۔

مؤرخین سے ہٹ کر ہمارا ذاتی خیال یہ ہے۔ کہ حضرت
فاروقؓ مدینہ میں تھے۔ انہیں معلوم نہ تھا۔ کہ میدانِ جنگ میں
کیا واقعات پیش آئے ہیں۔ پرچہ نویسوں نے جو انہیں کہا۔ اس

Marfat.com

پر اُنہوں نے اعتماد کیا۔ اور حضرت خالدؓ کو سپہ سالاری عام کی خدمت سے ہٹا کر ابو عبیدہؓ کو جو بہت زیادہ محتاط اور نرم طبیعت تھے۔ سپہ سالار مقرر کر دیا۔ لیکن اس عزل سے مراد یہ نہیں تھی۔ کہ فوج میں حضرت خالدؓ کی کوئی حیثیت ہی نہ رہنے دی گئی ہو۔ خالدؓ انتظامی امور میں ابو عبیدہؓ کے ماتحت تھے۔ اور وہ بھی برائے نام۔ ورنہ حضرت ابو عبیدہؓ کوئی کام اُن سے مشورہ لئے بغیر نہ کرتے۔

حصن ابی القدس پر حملہ

یہ نہ سمجھئے۔ کہ سپہ سالار اعظم کے منصب سے معزولی کے بعد سیّدنا خالدؓ کا جوش جہاد ختم ہو گیا۔ اُن سے اس قسم کی توقع نہ تھی۔ وہ سپہ سالار ہونے اور نہ ہونے کو برابر سمجھتے تھے۔ ان کے سامنے صرف اسلام کی خدمت تھی۔ اور خدمت کرنے کے لئے سپہ سالار ہونے کی شرط نہیں تھی۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت خالدؓ معزولی کے بعد بھی پہلے کی طرح بہادری سے جنگ کرتے رہے۔

مثال کے طور پر فتح دمشق کے بعد سب سے پہلا معرکہ جو پیش آیا۔ وہ حصن ابی القدس کا معرکہ تھا۔

ہوا یہ۔ کہ حضرت ابو عبیدہؓ کو اطلاع ملی۔ کہ طرابلس سے

Marfat.com

قریب ایک مقام حصن ابی القدس پر رومیوں کا بہت بڑا میلہ لگا ہے۔ یہ مشہور زیارت گاہ تھی۔ اور وہاں دور دور کے زائرین کا اجتماع ہوتا تھا۔

اس میلے کے انعقاد کی اطلاع پاتے ہی حضرت ابوعبیدہؓ نے مسلمانوں کو خطبہ کے ذریعے اس سے خبردار کیا۔ حضرت خالدؓ بھی اس اجتماع میں موجود تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کا ارادہ تھا۔ کہ حضرت خالدؓ اس مہم پر روانہ ہوں۔ لیکن وہ عزل کے فوراً بعد ہی حضرت خالدؓ سے اس قسم کی فرمائش کرنے سے شرماتے تھے۔ حالانکہ حضرت خالدؓ کو اس عزل کا کچھ افسوس نہ تھا۔ البتہ وہ حضرت ابوعبیدہؓ کے خطبہ کے بعد کچھ نہ بولے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اس مہم پر روانگی کے لئے چونکہ سب کو مخاطب کیا تھا۔ اس لئے خالدؓ کو خاموش دیکھ کر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اٹھے۔ اور اپنی خدمات پیش کیں۔ اُن کی خدمات کو قبول کر لیا گیا۔ اور پانچ سو جوانمردوں کو ان کے ساتھ کر کے اس مہم پر روانہ کر دیا گیا۔

ابو عبیدہؓ کی پریشانی اور خالدؓ سے طلب امداد

حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ کو روانہ تو کر دیا گیا۔ لیکن بعد کی اطلاعات سے معلوم ہوا۔ کہ وہاں کا اجتماع بہت زیادہ ہے۔ اور پانچ سو مسلمان مجاہد اس کے لئے ناکافی ہیں۔

اس قسم کی اطلاعات سے حضرت ابو عبیدہؓ بہت پریشان ہوئے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ہونے کے علاوہ تمام مسلمانوں میں انتہائی ہردل عزیز تھے۔ اور اُن کو اتنے بڑے اجتماع میں بہت تھوڑی جمعیت کے ساتھ مصروف جنگ رکھنا انہیں موت کے مُنہ میں دینا تھا۔

یہی سوچ کر ابو عبیدہؓ حضرت خالدؓ کے پاس آئے۔ اور اُن سے ساری کیفیت بیان کی۔ اور خواہش ظاہر کی کہ چونکہ تمہارے سوا عبداللہؓ اور اُن کے ساتھیوں کو کوئی اور اس مصیبت سے نہیں بچا سکتا۔ اس لئے تم تکلیف کرو۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت خالدؓ کے پچھلے کارناموں کی تعریف بھی کی۔

حضرت خالدؓ نے جواب دیا۔ میرے محترم دوست۔ آپ سپہ سالار ہیں۔ مجھے جو حکم دیجئے۔ اس کی تعمیل کرونگا۔ آپ تو برگزیدہ صحابی ہیں۔ امین الامتہ ہیں۔ اگر کوئی حبشی بھی مجھ پر حاکم بنا دیا جاتا۔ تو اس کی اطاعت کرتا۔ اور پھر عبداللہؓ اور ان کے ساتھی تو میرے بھائی ہیں۔ ان کی امداد تو میرا ایمان ہے۔ میں عزت و جاہ کے لئے میدان جنگ میں نہیں نکلا۔ میں تو خدا کی راہ میں شہادت پانے کے لئے آیا ہوں۔ میں تو مسلمانوں کا خادم ہوں۔

حصن ابی القدس کا معرکہ اور فتح

یہ کہتے ہی حضرت خالدؓ فوراً خیمہ میں آئے۔ لباس جنگ زیب

بدل فرمایا۔ اور اپنے مخصوص دستہ کو تیاری کا حکم دیا۔ اور چند ساعت کے بعد دیکھنے والوں نے دیکھا۔ کہ حضورؐ کا سیاہ علم فضا میں دائرے بناتا اڑ رہا تھا۔ اور خالدؓ اور ان کے ساتھی جاں باز ہوا سے باتیں کرتے منزل مقصود کی طرف رواں تھے۔

شام کا سماں تھا۔ شاہ خاور غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ نوجوان عبداللہؓ اور اُن کے ساتھی دشمن کے جھرمٹ میں داد شجاعت دے رہے تھے۔ کہ میدانِ جنگ سے تھوڑی دُور کے فاصلے سے خالدؓ کا سیاہ علم ہوا میں لہراتا نظر آیا۔ اور خالدؓ اور اُن کے ساتھی شہبازوں کی طرح اُڑتے میدانِ جنگ میں پہنچ گئے۔

حضرت خالدؓ نے آتے ہی دشمن کی ایک صف پر اس تیزی سے حملہ کیا۔ کہ وہ درہم برہم ہو گئی۔ وہ دوسری صف کی طرف بڑھے۔ اور اسے بھی اُلٹ دیا۔ پھر تیسری اور چوتھی۔ اسی طرح دشمن کی تمام صفیں الٹ دیں۔ بے شمار رومی کام آئے۔ اور جو بچے۔ بھاگ نکلے۔ خالدؓ نے فتح کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور نوجوان عبداللہؓ کو گلے سے لگا لیا۔ پیار کیا۔ اور مال غنیمت سمیٹ کر کیمپ کی طرف لوٹ گئے۔

ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کی کامیاب واپسی پر بڑا شاندار مظاہرہ کیا۔ ان کی پیشوائی کو بڑھے اللہ اکبر کے نعروں سے فضا گونج اٹھی

Marfat.com

اور ہر طرف سے مبارک سلامت کی آوازیں آنے لگیں۔ اور سب مل کر اللہ کی عظمت بیان کرتے خیموں میں اُترے۔

خالدؓ کی عظمت کی ایک داستان

جبلہ بن ایہم کو شکست فتح کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ حلبہ یا انطاکیہ کے ارادے سے آگے بڑھ رہے تھے۔ کہ جبلہ بن ایہم غسانی فوج کے ساتھ اُن کا رستہ روکنے کے لئے چلا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے یہ خبر سُنی۔ اور خالدؓ کے پاس آئے۔ اور کہا۔ جبلہ مقابلہ کو آرہا ہے۔ اُسے شکست دینے کی کوئی تدبیر بتاؤ۔ حضرت خالدؓ بولے دوست کوئی فکر نہ کیجئے۔ میں اس کا ابھی انتظام کئے دیتا ہوں۔ یہ فرمایا۔ اور اپنے مخصوص ساتھیوں میں دس کو تیاری کا حکم دیا۔ اور انہیں ساتھ لے کر جبلہ بن ایہم کی زبردست فوج سے لڑنے نکلے۔

حضرت خالد کا ایک حیرت انگیز واقعہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ واقعہ نویسوں نے اس میں مبالغہ سے کام لیا ہے۔ لیکن اگر حضرت خالدؓ کی سیرت کو اپنے سامنے رکھیں۔ تو آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ خالدؓ سے یہ چیز بعید نہیں ہے۔ وہ اس سے پہلے بھی کئی معرکے سر کر چکے تھے۔ ہمارے خیال میں اس بیان میں ذرہ بھر بھی جھوٹ نہیں خالدؓ دس بہادروں کے ساتھ ہی روانہ ہوئے تھے۔ اور اس کی

وجہ آگے کی تفصیل سے سمجھ آجائیگی۔

حضرت خالدؓ کو رستہ میں اطلاع ملی۔کہ حاکم قنسرین جبلہ بن ایہم کے استقبال کو آرہا ہے۔ اور اسی رستہ سے گذرنے والا ہے اس اطلاع کے ملتے ہی خالدؓ نے خود اور ساتھیوں کو ایک پوشیدہ مقام میں چھپا دیا۔ اور رات وہیں بسر کی۔صبح کو جبلہ بن ایہم ایک طرف سے اور دوسری طرف سے حاکم قنسرین ایک دوسرے ملنے کے لئے آگے بڑھے۔ خالدؓ اپنے ساتھیوں سمیت جبلہ کے لشکر میں مل گئے۔ اور آگے بڑھے۔ تھوڑی دور چل کر لشکر رُک گیا۔ دوسری طرف کی فوج پہلے ہی رُکی کھڑی تھی۔ حاکم قنسرین جونہی جبلہ کے استقبال کو فوج سے چند قدم آگے بڑھا۔ تو خالدؓ اور ان کے ساتھی دفعتہً راہ میں حائل ہو گئے۔ حاکم قنسرین سمجھا۔ کہ جبلہ کے ماتحت سوار اس کی پیشوائی کو بڑھے ہیں۔ لیکن دوسری ساعت جب خالدؓ نے اس پر کمند پھینک کر اُسے اپنی سواری کی طرف گھسیٹ لیا۔ تو اس کی غلط فہمی دور ہوئی۔

دونو طرف کی فوجیں اس حادثہ پر حیران رہ گئیں جبلہ بن ایہم غصّے سے چلایا۔ بزدلو۔ کیا دیکھتے ہو۔ ان چند عربوں کو اس گستاخی کی سزا کیوں نہیں دیتے۔ جبلہ بن ایہم کی آواز سنتے ہی رُومی اور غسّانی دونو طرف سے خالدؓ اور اُن کے ساتھیوں پر جھپٹے۔ لیکن اِن گیارہ جوانمرد اور بہادر مسلمانوں نے حیرت انگیز طریق پر

Marfat.com

اُن کا مقابلہ کیا۔ اور نہ صرف حاکم قنسرین کا سر قلم کیا۔ بلکہ جبلہ بن ایہم کو بھی بُری طرح زخمی کر دیا۔

غروبِ آفتاب تک حضرت خالدؓ اور اُن کے دس جانباز ساتھی بڑی بہادری سے دشمنوں سے لڑتے رہے۔ اب رات ہو گئی اور سیاہی کی دیوی کائنات ہستی پر چھا گئی۔ تو رومی اور غسانی فوجیں نامرادی اور ناکامی میں پیچ و تاب کھاتی اپنی اپنی قیام گاہوں کو لوٹیں۔ اور حضرت خالدؓ اور اُن کے ساتھی بھی اپنے خفیہ مقام کی طرف بڑھے۔

واقدی کہتے ہیں۔ اور عقیدت کی زبان سے کہتے ہیں کہ دُور اسلامی کیمپ میں ابو عبیدہ آرام فرما رہے تھے۔ کہ انہوں نے حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اُٹھو۔ اور خالدؓ کی مدد کو پہنچو۔ حضرت ابو عبیدہؓ کی آنکھ کھل گئی۔ اور حضورؐ کے حکم کی تعمیل میں اسی لمحہ بستر سے اُٹھے۔ نقیب نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ اور چند ساعتوں کے اندر تاریکی میں اسلامی فوج آگے کی طرف بڑھتی دکھائی دی۔

دوسرے دن طلوعِ آفتاب کے بعد سے پھر لڑائی ہو رہی تھی۔ غسانی اور رومی مل کر گیارہ جانباز مسلمانوں کو شکست دینے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ابو عبیدہ مسلمانوں کو ساتھ لئے میدانِ جنگ میں آموجود ہوئے۔ جہاں گیارہ مجاہدوں

Marfat.com

کی موجودگی ہی نے رومیوں اور غسانیوں کا دم ناک میں کر رکھا تھا
وہاں اسلامی فوج سے مقابلہ کرنے کی کس کافر میں ہمت تھی۔
اور دیکھتے ہی دیکھتے بزدل سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ اُٹھے۔ خالدؓ
کافی دُور تک اُن کے تعاقب میں گئے۔ اور بے شمار غسانیوں اور
رومیوں کو تہ تیغ کیا۔ تعاقب کے بعد حضرت خالدؓ کیمپ میں واپس
لوٹے۔ تو اُن کی صورت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔
تلوار سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس کی رنگت
بالکل سُرخ پڑ چکی تھی۔ تمام کپڑے خُون میں شرابور تھے۔ حضرت
ابو عبیدہؓ نے خالدؓ جاں باز اور حیرت انگیز جرنیل کو آتے دیکھا۔
تو جلدی سے گھوڑے سے اُترے۔ خالدؓ کا ہاتھ چوما۔ انہیں گلے
سے لگایا اور فرمایا۔

"میرے عزیز دوست۔ تم تو دولھا معلوم ہو رہے ہو۔
خالدؓ مسکرائے۔ اور ابو عبیدہؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے۔ فوج
کے سامنے آئے۔ ہر طرف سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے گئے۔
اپنے محبوب سردار کی اس بہادری پر خوشی کا اظہار کیا گیا۔ شعراء
نے قصیدے پڑھے۔

یہ زمین پر مسلمانوں کی خوشی کا مظاہرہ تھا۔ اور بصیرت
کی آنکھیں رکھنے والے اسی قسم کا مظاہرہ کسی دوسرے عالم میں بھی
دیکھ رہے تھے۔ مگر مؤرخ کا یہ فرض نہیں۔ کہ تصوّر کی آپ بیتی

Marfat.com

لکھے۔ وہ تو انہیں واقعات کو لکھ سکتا ہے۔ جنہیں اُس کی آنکھیں دیکھ سکیں یا کان سُن سکیں۔

حضرت خالدؓ کی زندگی کا یہ ورق تاریخ اسلام میں موجود ہے۔ اور ہمیشہ موجود رہیگا۔ کیا دنیا کے کسی بڑے سے بڑے فاتح نے بھی اپنی زندگی میں ایسا کوئی کارنامہ انجام دیا؟ تاریخ عالم اِس سوال کے جواب میں خاموش ہے۔

کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ واقدیؒ کی تصنیف ہے۔ لیکن واقدی ہی اس روایت کا راوی نہیں۔ طبریؒ اور دوسرے مؤرخین بھی اس روایت کی تصدیق کرتے ہیں۔ آور آگے چلئے۔ اور اسی قسم کا ایک اور واقعہ پڑھئے۔

حمص پر چڑھائی اور حضرت خالدؓ کی بہادری

اسلامی فوج حمص کی طرف بڑھ رہی تھی۔ حضرت خالدؓ مقدمۃ الجیش کی صورت میں ایک ہاتھ میں اسلامی علم اور دوسرے ہاتھ میں گھوڑے کی باگ تھی۔ دوسری طرف سے حمص والے مقابلہ کے لئے آرہے تھے۔ حضرت خالدؓ کے دونو ہاتھوں کو رومی سردار نے مصروف پایا۔ تو جلدی سے اُن پر جھپٹا۔ خالدؓ نے علم اپنے ساتھی کو دیا۔ اور رومی پر جوابی وار کیا۔ رومی خود پہنے تھا۔ تلوار اُس سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ رومی دوبارہ خالدؓ پر جھپٹا۔ خالدؓ نے اس کا وار خالی دیا۔ اور گھوڑے کو چکر دے کر اس پھرتی سے اس کے

قریب آئے۔ کہ اُس کو حملہ کرنے کی مہلت نہ مل سکی۔ اور انہوں نے اس کو سواری سے گھسیٹ لیا۔ اور بازوؤں میں اس زور سے بھینچا۔ کہ اس کی روح نکل گئی۔ اور اُسی کی تلوار لے کر رومی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ اور اس تیزی اور زور سے حملہ کیا کہ دشمنوں کی صفیں الٹ دیں۔ رومی حیران تھے۔ کہ خالدرضؓ اتنے درجہ بہادر کیوں ہیں۔ اِن کے بازوؤں میں یہ حیرت انگیز قوت کہاں سے آئی۔ بدبختوں کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ خالدؓ کے سینے میں نورِ ایمان تھا۔ وہ موت سے نہ ڈرتے تھے۔ البتہ موت اُن سے ڈرتی تھی۔ جوں توں کر کے رومی فوج نے آج کا دن کاٹا۔ اور سورج غروب ہوتے ہی جلدی جلدی قیام گاہ کو لوٹے۔

رات جو اکثر سکون و اطمینان کا پیغام لے کر آتی تھی۔ دن بھر کے تھکے ماندے دن بھر کی محنت کے بعد اس کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ رومیوں کے لئے آتی تو ضرور۔ مگر اطمینان و سکون دینے نہیں۔ بلکہ ڈرانے اور خوفناک خواب دکھانے۔

یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔ کہ آج کی لڑائی نے رومی فوج کے حواس مختل کر دئے۔ اور دوسرے دن اُسے مقابلہ میں نکلنے کی ہمت نہ ہوئی۔

دشمن کو پریشان کرنے کی ایک دلچسپ کہانی

صبح ہوتے ہی جب رومی خاں مقابلہ کو نہ نکلے۔ تو ابو عبیدہؓ خالدؓ کے پاس آئے۔

Marfat.com

اور پوچھا۔ یہ رومی آج کیوں نہیں آئے۔خالدؓ مسکرائے اور فرمایا۔ کل کے زخم بھر جاتے تو آتے۔ البتہ اگر آپ کو اُنکا بہت انتظار ہے۔ تو ابھی بلائے لیتا ہوں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے پوچھا۔ وہ کیسے خالدؓ بولے۔ اس طرح۔ کہ آپ اپنی فوج سے کہئے۔ کہ کیمپوں کو اکھاڑے بغیر اس طرح پیچھے ہٹنا شروع کرے۔ کہ رومی سمجھیں کہ مسلمان بھاگ نکلے۔ رومی گو مقابلہ سے کتراتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو واپس ہوتے دیکھ کر اُن کی جھوٹی شیخی انہیں حملہ پر اُکسائے گی پھر آپ اُن سے سمجھ لیجئے گا۔

دُور شہر کی فصیل پر کھڑے جب بزدل رومیوں نے مسلمانوں کو خیمے کھڑے چھوڑ کر میدانِ جنگ سے جلدی سے پیچھے ہٹتے دیکھا۔ تو واقعتاً سمجھے۔ کہ مسلمان بھاگ نکلے۔ یہ کسی نے نہیں سوچا۔ کہ بغیر لڑے مسلمان بھاگ نہیں سکتے ہیں۔ یہ خبر عام ہوتے ہی رومی شہر کے دروازے کھول کر تیزی سے اسلامی کیمپ کی طرف جھپٹے۔ اور مال غنیمت لوٹنے لگے۔ یہ کسی کو یاد نہ رہا کہ مسلمان واپس بھی آسکتے ہیں۔ رومی مال لوٹنے میں محو تھے۔ کہ حضرت خالدؓ اور ان کی فوج اس تیزی سے واپس پھری جس تیزی سے آگے بڑھی تھی۔ اور رومیوں کو اس بُری طرح قتل کیا۔ کہ سو سے زیادہ سپاہی بچ نہ سکے۔

حمص کی فتح | رومیوں کو ختم کرنے کے بعد حضرت خالدؓ شہر

Marfat.com

کے قریب آئے ۔ شہر میں عورتوں ۔ بچوں ۔ بوڑھوں کے سوا کو کوئی باقی نہ بچا تھا ۔ پھر بھی جب شہر والوں نے صلح کی درخواست کی ۔ تو حضرت خالدؓ نے ابو عبیدہؓ سے کہ کر اسے منظور کرا دیا ۔ اور شہر والوں کو مکمل امان دے دی ۔

رومیوں کا بے پناہ سیلاب

ان پے در پے فتوحات سے بادشاہِ روم کا دل ٹوٹ گیا ۔ اُسے اپنی قسمت بدلتی نظر آئی ۔ اس پر رات دن کا آرام حرام ہو گیا ۔ اور ہر وقت مغموم رہنے لگا ۔ بادشاہ کی یہ حالت دیکھ کر وزرا اور عمائدین سلطنت نے ایک دربار منعقد کیا ۔ اور دُور دُور کے رؤسا اور جاگیرداران کو دعوتِ شرکت دی ۔ اور بادشاہ سے درخواست کی ۔ کہ وہ جس طرح بھی ہو سکے ۔ ان سب لوگوں کو مدافعتِ وطن پر اُکسائے ۔

واقعہ نویس کہتے ہیں ۔ کہ یہ دربار رومی تاریخ میں اپنی شان و شوکت کے اعتبار سے گو پہلا تو نہیں ۔ البتہ آخری دربار ضرور تھا ۔ تمام رؤسا اور عمائدین حسبِ مراتب سر جھکائے اپنی اپنی جگہوں پر ادب سے بیٹھے تھے ۔ بادشاہ تقریر کے لئے اُٹھا ۔ ہر طرف خاموشی و سکوت طاری ہو گیا ۔ سب کی نگاہیں بادشاہ کی طرف اُٹھ گئیں ۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کو متوجہ پا کر فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دئے ۔ اور ایسی زوردار تقریر کی ۔ کہ سارا مجمع جوش میں بھر گیا ۔ اور ہر ایک کے دل میں وطن کی حفاظت کی خاطر

Marfat.com

کثرت مرنے کا احساس پوری طرح پیدا ہو گیا۔ واقعہ نویسوں کا بیان ہے۔ کہ اس دربار کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ چند دن کے اندر ایک بہت بڑی فوج جمع کی گئی۔ بلاذری نے اس فوج کی تعداد ایک لاکھ سے زائد لکھی ہے۔ ابن الاثیر نے دو لاکھ سے زائد کا اندازہ کیا ہے۔ لیکن حضرت واقدیؒ ان سب سے بڑھ گئے ہیں۔ ان کا اندازہ دس لاکھ کا ہے۔ بہرصورت یہ عظیم الشان فوج جمع ہوئی۔ بادشاہ نے خود اس کی ترتیب میں حصہ لیا۔ اور باہان ایک مشہور رومی سردار کو سپہ سالار مقرر کر کے تمام فوج کو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا۔

جبلہ بن ایہم ۶۰ یا ۹۰ ہزار غسانی عربوں کے ساتھ مقدمۃ الجیش کے طور پر فوج سے آگے تھا۔ یہ انسانی سیلاب مسافر اور بیوطن مسلمانوں کو سزا دینے کے لئے آہستہ آہستہ آگے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

مخبروں نے یہ خبر حضرت ابو عبیدہؓ کو بھی دی۔ انہوں نے مجلس مشاورت طلب کی۔ اور سرداران فوج کو بتلایا۔ کہ رومی کس شان و شوکت کے ساتھ انہیں کچلنے کو بڑھے چلے آ رہے ہیں۔

حضرت خالدؓ کی تدبیر

حضرت خالدؓ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ اور حضرت ابو عبیدہؓ کا منشا یہی تھا۔ کہ خالدؓ ہی کوئی مشورہ پیش کریں۔ لیکن جب خالدؓ نے دوسرے سرداروں کو خاموش پایا تو وہ بھی خاموش ہو رہے۔ اور اس وقت تک نہ بولے جب تک

Marfat.com

حضرت ابوعبیدہؓ نے نام لیکر اُنہیں نہ پکارا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا۔ خالدؓ۔ تم خاموش ہو۔ حالانکہ تمہارے سوا اس نئی اُلجھن کو کوئی دور نہیں کر سکتا۔ حضرت خالدؓ بولے۔ ابوعبیدہؓ تم فوج کے سردار ہو۔ تم امین الامت ہو۔ تمہارے سامنے میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ اگر اصرار ہے۔ تو میرے خیال میں بہتر یہ ہے۔ کہ ہماری فوج یہاں سے ہٹ کر کسی ایسے میدان میں ڈیرے ڈالے جہاں سے مدینہ اور ہم میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ شکست بھی ہو۔ تو ہم مدینہ میں واپس لوٹ سکتے ہیں۔

دشمن کو مصروف رکھنے کے لئے ایک بہادر سردار کو تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ آگے کی طرف بڑھا دیجئے۔ اور باقی فوج کسی مناسب اور موزون مقام پر اُترے۔

سب نے اس تجویز کو بہت پسند کیا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ دشمن سے لڑنے والی جماعت کا سردار کون ہے؟ ابوسفیانؓ کی تحریک سے حضرت خالدؓ کو یہ خدمت کرنی پڑی۔ اور وہ اپنی مخصوص سپاہ کے ساتھ دشمنوں کی طرف بڑھے۔

رومیوں سے مڈبھیڑ

رومیوں نے تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ حضرت خالدؓ کو آگے کی طرف بڑھتے دیکھا۔ تو وہ بھی فوج کے ایک حصہ کے ساتھ انہیں روکنے کے لئے آگے بڑھے۔

دونوں فوجیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ لیکن خالدؓ اور انکی خوش

Marfat.com

آشام تلواروں نے رومیوں کے حوصلے پست کردئیے۔ بزدل خالدؓ کو سزا دینے آئے تھے۔ لیکن خود شکار ہوگئے۔ اور ہزاروں لاشیں میدان میں چھوڑ کر پیچھے کی طرف بھاگ نکلے۔ اور پھر آگے بڑھنے اور خالدؓ کا رستہ روکنے کی ہمت نہ کی۔

جنگ یرموک | اس مدت میں حضرت ابو عبیدہؓ دوسرے مسلمانوں کو ساتھ لئے مشہور میدان یرموک میں مناسب مقام پر ڈیرے ڈال چکے تھے۔ اور خالدؓ کی پیش قدمی کا مقصد یہی تھا۔ کہ اسلامی فوج کسی مناسب مقام پر بغیر لڑے بھڑے پہنچ جائے۔ یرموک بہت مناسب جگہ تھی۔ اس لئے اسلامی لشکر نے قسمت کے لئے اسے ہی منتخب کیا۔ خالدؓ بھی اطلاع پاتے ہی یرموک کی طرف بڑھے۔ پوری اسلامی فوج چند قدم تک پیشوائی کے لئے بڑھی۔ اور اس حیرت انگیز بہادر کو تکبیر کے نعروں میں قیام گاہ تک لائی۔ اسلامی کیمپ سے تھوڑے فاصلے پر رومی فوج ڈیرے ڈال چکی تھی۔ سب سے آگے جبلہ بن ایہم غسانی عربوں کے ساتھ مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے ٹھیرا تھا۔ اور پیچھے دوسری رومی فوج تھی۔

ایک حیرت انگیز مقابلہ | حضرت ابو عبیدہؓ نے حسب دستور جنگ کا نقشہ مرتب کرنے کے لئے سرداران فوج کی مجلس مشاورت منعقد کی۔ حضرت ابو عبیدہؓ کی ذاتی رائے تھی۔ کہ تمام فوج ایک ساتھ رومی فوج کا مقابلہ کرے۔ لیکن چونکہ تعداد بہت کم تھی۔ اس لئے

Marfat.com

انہیں اپنی اس تجویز پر پورا بھروسہ نہ تھا۔ خالدؓ سے رائے طلب کی گئی۔ تو انہوں نے پھر ایک حیرت انگیز تجویز کی۔ اور ابو عبیدہؓ سے ہنس کر کہنے لگے۔ یہ خدمت بھی میرے سپرد کردو۔ ابوعبیدہؓ نے کہا۔ یہ تو منظور ہے۔ لیکن معلوم تو ہو۔ کرو گے کیا۔

حضرت خالدؓ بولے۔ کروں گا یہ۔ کہ تیس جانبازوں کی ایک جمعیت لے کر ۶۰ ہزار عیسائیوں کی مزاج پرسی کے لئے نکلوں گا اس سے دو فائدے ہونگے۔ اگر اللہ نے فتح دی۔ تو رومی فوج بے انتہا مرعوب ہو جائیگی۔ اور اگر خدانخواستہ شکست ہوئی۔ تو تم رومی فوج سے سمجھ لینا۔

ابوسفیانؓ اور اسی قماش کے دوسرے لوگوں نے اس حیرت انگیز تجویز کی مخالفت کی۔ لیکن حضرت خالدؓ پر اس مخالفت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ اس پر ابوسفیانؓ نے ایک اور تحریک پیش کی۔ کہ تیس کی بجائے ۶۰ مجاہد لے لیجئے۔ تو مجھے بھی کوئی اختلاف نہیں۔ ابوعبیدہؓ کو ان کی پہلی حیرت انگیز کامیوں کی بنا پر ان پر پورا اعتماد تھا۔ اس لئے انہوں نے انہیں اجازت دے دی۔ اور ۶۰ مجاہدوں کو اُن کے ساتھ کر دیا۔

۶۰ مجاہد ۶۰ ہزار عیسائیوں کے مقابلہ میں

تاریخ اسلام کا یہ دوسرا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ خالدؓ ۶۰ مجاہدوں کے ساتھ میدان جنگ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ دوسری طرف سے ۶۰

Marfat.com

ہزار عیسائی ان کے مقابلہ پر تیار کھڑے تھے۔ ۶۰ مجاہدوں کی اس مختصر سی جمعیت کو جبلہ بن ایہم نے اپنی طرف آتے دیکھا۔ تو جلدی سے یہ سمجھ کر آگے آیا۔ کہ شاید یہ لوگ مصالحت کی گفتگو کرنے آئے ہیں لیکن خالدؓ نے جب لڑائی کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو اسے بے انتہا حیرت ہوئی۔ اس نے کہا۔ خالد۔ ہوش میں ہو۔ کیسی باتیں کرتے ہو۔ تم تو بہت بڑے مدبّر مشہور ہو۔ تمہاری حیرت انگیز سیاست دان شخصیت سے مجھے یہ توقع نہ تھی۔ خالدؓ بولے۔ میاں نصیحت رہنے دو۔ اور مردِ میدان بن کر سامنے آؤ۔ میں ان باتوں میں وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا۔ جبلہ نے یہ خشک جواب سنا۔ اور غصہ میں آکر جنگ کا اعلان کر دیا۔ اور دیکھنے والوں نے دیکھا۔ کہ ایک طرف سے ۶۰ مجاہد اور دوسری طرف ۶۰ ہزار عیسائی ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ ۶۰ تلواروں کے مقابلہ میں ۶۰ ہزار تلواریں چمک رہی تھیں۔ مقابلہ زوروں پر تھا۔ رومیوں کا خیال تھا کہ ۶۰ آدمیوں کی بساط ہی کیا ہے۔ چند ساعتوں کے اندر ختم ہو جائیں گے۔ مگر یہ ۶۰ مجاہد تر نوالہ نہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک میں قوموں کی قسمتیں بدلنے کی طاقت تھی۔ یہ ۶۰ ہزار عیسائی کیا تھے۔ مسلمان مجاہدوں نے صبح سے لیکر شام تک ان میں سے ۴ ہزار اشخاص کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ لیکن عیسائی ان میں سے ایک کو بھی نہ مار سکے۔ اور مارنا تو کجا۔ خود ان کے قدم ڈگمگا گئے۔ اور ابھی سورج غروب نہیں ہونے پایا تھا۔ کہ بزدل سر پر

Marfat.com

پاؤں رکھ کر بھاگ اُٹھے۔ اور یہ مجاہدوں کا یہ قافلہ خوش خوش اسلامی کیمپ میں واپس آگیا۔ کیا یہ واقعہ دنیائے تاریخ میں ایک حیرت انگیز باب نہیں۔ اور کیا کسی قوم کی تاریخ اس قسم کا کوئی واقعہ مثال کے طور پر پیش کر سکتی ہے؟ یقین جانئے۔ کہ اگر حضرت خالدؓ کی سیرت اور کارگزاریوں کی روئداد گم بھی ہو جائے۔ تو یہی ایک واقعہ اُن کی سیرت کے جلی نقش و نگار معلوم کرنے کے لئے کافی ہے۔

دشمنوں کی سازش حضرت خالدؓ سے انتقام لینے کے لئے

اس شکست سے باہان رومی کے سپہ سالار کے ہوش اڑ گئے۔ وہ سمجھا۔ کہ جس فوج کے ۴۰ افراد ہماری ۴۰ ہزار فوج کو شکست دے سکتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں میدان جنگ میں جیتنے کی توقع رکھنا فضول ہے۔ جبلہ نے بھی اس خیال کی تائید کی۔ اور اس نے تو یہ بھی کہا۔ کہ اگر تم فتح چاہتے ہو۔ تو جس طرح بھی ہو۔ خالدؓ کو گرفتار کر لو۔ اگر خالدؓ گرفتار کر لئے گئے۔ تو پھر عربوں کو شکست دینا میرا ذمہ ہوگا۔

باہان کے اس مشورہ پر فوراً عمل کیا گیا۔ اور ایک زبان آور اور ہوشیار عرب کو خالدؓ کے پاس اس غرض سے بھیجا۔ کہ وہ حضرت خالدؓ کو گفتگوئے مصالحت کی خاطر اپنے سامنے لے آئے۔

حضرت خالدؓ بہادر ڈرنے والے نہ تھے۔ انہوں نے سفیر کی

Marfat.com

دعوت منظور کی۔ اور ابو عبیدہؓ سے اجازت لے کر سو بہادر اپنے ساتھ لئے۔ اور رومی قیام گاہ کی طرف چلے۔

ذرا اس چیز پر غور فرمائیے۔ کہ حضرت خالدؓ دو لاکھ سے زائد اور ایک روایت کے مطابق دس لاکھ کی فوج میں داخل ہو رہے ہیں۔ لیکن اس شانِ استغناء کے ساتھ کہ ہر طرف حقارت کی نظر ڈالتے ہوئے ایک ہاتھ میان پر رکھے دو رویہ پیادہ فوج میں سے گذر رہے ہیں۔ اور یہ منزل کٹھن طے کرنے کے بعد باہان کے خیمہ پر رُک جاتے ہیں۔ جبلہ بن ایہم باہان کی طرف سے استقبال کو بڑھتا ہے۔ اور خالدؓ سے کہتا ہے۔ کہ ہتھیار باہر رکھ کر اندر تشریف لائیے۔ خالدؓ ہتھیار کھولنے سے انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ ہتھیار ہماری نجابت و شرافت کی علامت ہے۔ ہم انہیں نہیں کھول سکتے۔ جبلہ باہان کے پاس یہ جواب لے کر جاتا ہے۔ اور وہ ہتھیاروں سمیت خالدؓ کو اندر بلا لیتا ہے۔ خالدؓ اور اُن کے ساتھی اندر داخل ہوتے ہیں۔ کیمپ کیا تھا۔ ایک عظیم الشان محل تھا۔ ہر طرف خوبصورت ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ قالین کا فرش بچھا تھا۔ اس پر دو رویہ چاندی کی کرسیاں رکھی تھیں۔ جن پر سردارانِ فوج حسب مراتب بیٹھے تھے۔ بیچ میں باہان کی شاہانہ مسند تھی۔

خالدؓ اور اُن کے ساتھیوں کی آمد پر صُلح کا جھنڈا لہرایا گیا اُن کے لئے کرسیاں پیش کی گئیں۔ مگر خالدؓ کرسیوں پر بیٹھنے کی بجائے

Marfat.com

قالین شاکر زمین پر بیٹھ گئے۔ اور گفتگو شروع ہوئی۔ باہان نے تقریر کا آغاز کیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"رومی دنیا کی ممتاز ترین قوم ہے۔ ان سے لڑنا آسان نہیں"۔ خالدؓ نے جواب دیا۔ تمہارا خیال غلط ہے۔ رومی کیا۔ دنیا کی کوئی قوم بھی اس وقت تک ممتاز نہیں کہی جاسکتی۔ جب تک کہ وہ نبیؐ کی پیروی نہ کرے۔

باہان نے سلسلۂ کلام پھر چھیڑتے ہوئے کہا "خالد۔ کیا تم نہیں جانتے۔ تم اسی عرب قوم کے فرد ہو۔ جو چند سال پہلے دنیا کی ذلیل ترین قوم شمار ہوتی تھی۔ جو ظالم و مظلوم تھی۔ تم کو معلوم ہوگا۔ تمہاری بغاوت پر ہمارا ایک معمولی سا قلعہ دار تمہیں سزا دینے کے لئے بہت کافی ہوتا تھا۔ تم ہمارے رحم و کرم پر جیتے تھے۔ مگر اب تمہیں اتنی جرأت ہوگئی۔ کہ ہم سے مقابلہ کرنے پر تلے ہو۔ ہم تم سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ہم تمہیں پہلے کی طرح سزا دے سکتے ہیں۔ لیکن تم بےوطن ہو۔ مسافر ہو۔ تم پر رحم آتا ہے۔ ہم تمہیں معاف کردینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ بشرطیکہ آئندہ تم محتاط رہو۔ ورنہ یاد رکھو۔ یہ عظیم الشان انبوہ تمہیں کچل کر رکھ دے گا۔ تم دولت کے تمنائی ہو۔ تو ہم وعدہ کرتے ہیں۔ کہ تمہارے ہر ایک سپاہی کو ایک سو دینار۔ تمہیں اور تمہارے دوسرے ساتھی ابو عبیدہؓ کو ایک ایک ہزار دینار۔ اور تمہارے خلیفہ کو دس ہزار

Marfat.com

دینار دینے پر آمادہ ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ تم واپسی کا اقرار کرو۔" رومی سپہ سالار تقریر کر چکا۔ تو حضرت خالدؓ اُٹھے۔ اللہ کی حمد بیان کی۔ سرکارؐ دو عالم پر درود بھیجا اور فرمایا۔ "تم نے ہماری پچھلی حالت کے متعلق جو کچھ کہا۔ بالکل صحیح ہے۔ ہم ذلیل و رسوا تھے۔ مگر ایک بزرگ و برتر عرب نے ہماری کایا پلٹ دی۔ ہمیں ذلت سے اٹھایا اور عزت کا تاج ہمارے سر پر رکھا۔ یہ گنبد خضرا میں آرام فرمانے والے آقاؐ کا فیض ہے۔ کہ ہم میں دنیا کو الٹ دینے کی استعداد پیدا ہوگئی ہے۔ تم ہمیں مال و دولت دے کر اس فرض سے روکنا چاہتے ہو جو ہمارے آقا کی طرف سے ہم پر عائد ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ ہم مال و دولت کے لئے لڑنے نہیں نکلے۔ ہم خدا کا پیغام عام کرنے آئے ہیں اور یہ پھیل کر رہے گا۔" باہان نے جواب دیا۔ "تم تو بڑے سمجھدار شخص ہو۔ تم سے ہمیں توقع ہے۔ کہ تم مصالحت کی گفتگو کرو گے۔ خالد۔ یہ تو بتاؤ۔ کہ تم جیسے سمجھدار شخص کو اپنے ساتھ سو عربوں کو لانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔" خالدؓ بولے۔ "ہم میں سے کوئی کسی دوسرے پر ممتاز نہیں۔ ہم سب کی حیثیت یکساں ہے۔ یہ میرے ساتھی مجھ جیسے ہی عقلمند و دانا ہیں۔ ان کا مشورہ میرے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اور ہم بلا مشورہ کوئی بات کرنے کے عادی نہیں ہیں۔" باہان نے پوچھا۔ "یہ سب صحیح۔ لیکن کیا کوئی ایسی بھی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ ہم اور تم دوست بن جائیں۔" خالدؓ نے جواب دیا "کیوں

Marfat.com

نہیں۔ ہم تم بھائی بھائی بن سکتے ہیں۔ لیکن ایک شرط سے۔ تم اسلام قبول کرلو"۔ باہان نے کہا۔ "کیا اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں"؟ خالد نے جواب دیا۔ "جزیہ دو اور ہماری سیاسی نگرانی قبول کرلو۔ ورنہ تمہارے ڈرانے اور دھمکانے سے کام نہیں بنے گا۔ اور اللہ تعالےٰ ہم کو غلبہ دیگا"۔ باہان نے حضرت خالدؓ کے اس جواب کو گستاخی پر محمول کیا۔ اُس کی آنکھیں غصّہ سے سُرخ ہوگئیں۔ نتھنوں سے آگ نکلنے لگی۔ لیکن سامنے خالدؓ تھے۔ اس لئے غصّہ پی کر بولا۔ "تمہیں اس گستاخی کی سزا دیتا۔ مگر تم سفیر ہو۔ البتہ تمہاری اس گستاخی کی سزا میں تمہارے ان پانچ ساتھیوں کو تمہارے سامنے قتل کردیا جائیگا"۔

بے انتہا جرأت کا مظاہرہ

باہان کی زبان پر آخری الفاظ تھے۔ کہ حضرت خالدؓ نے تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھا۔ کھٹ سی ہوئی اور دوسری ساعت دیکھنے والوں نے دیکھا۔ کہ ایک سو ایک تلواریں فضا میں چمک رہی تھیں۔ تلوار بے نیام کرنے کے بعد خالدؓ نے شیر کی سی گرج میں باہان سے مخاطب ہو کر کہا۔ "باہان۔ یاد رکھو میرے قیدی دوستوں کا اگر تم نے بال بیکا بھی کیا۔ تو خدا کی قسم۔ ان کا انتقام میں تم سب سے لونگا۔ اور ایک درباری کو بھی زندہ بچ کر نہ جانے دونگا"۔ حضرت خالدؓ کے اس اعلان سے باہان لرز گیا۔ اُس نے خالدؓ سے نہایت لجاجت سے درخواست کی۔ کہ وہ تلوار میان

Marfat.com

ہیں کرلیں۔ یہ جو کچھ ہؤا۔ مذاق ہے۔ ہم تو دوست ہیں۔ اور تمہارے قیدی ساتھیوں کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت خالدؓ اس کامیاب سفارت کے بعد قیام گاہ کو واپس لوٹے۔ تو ابو عبیدہؓ سے درخواست کی۔ کہ کل کے لئے فوج کو لڑائی کے لئے تیار رہنے کا حکم دیں۔ واقدیؒ کہتے ہیں۔ جب رات نے اپنے سیاہ پردے کا سُات سے سمیٹے۔ اور نقیب سحر نے صبح کی آمد کا اعلان کیا۔ تو مسلمان فوج نماز سے فراغت کے بعد جنگ کے لئے تیار ہوئی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اعلان کرا دیا۔ کہ آج خالدؓ سپہ سالار ہونگے۔ اور ہر شخص ان کے احکام کی پیری کریگا۔

جنگِ یرموک کا تیسرا دن

حضرت ابو عبیدہؓ یہ حکم دیتے ہی پیچھے ہٹ آئے ان کی جگہ حضرت خالدؓ نے لی۔ انہوں نے فوج کو ازسرِنو ترتیب دیا۔ اور میسرہ پر بہادر اور جری صحابہؓ کو متعین فرمایا۔ اپنی مخصوص سپاہ کے چار حصے کئے۔ تین حصے دوسرے بہادروں کی نگرانی میں دئے۔ اور ایک حصہ اپنے ساتھ رکھا۔ اِدھر سے اسلامی فوج تکبیروں کا اعلان کرتی آگے بڑھی۔ دوسری طرف سے رومیوں کا ٹڈی دل آگے کی طرف بڑھا۔ رومیوں کی کثرت دیکھ کر ایک مسلمان بے ساختہ کہہ اُٹھے۔ "خدا کی پناہ۔ کس قدر بے پناہ فوج ہے۔ حضرت خالدؓ نے یہ آواز سن پائی۔ اور ڈانٹ کر کہا۔ "خدا کی قسم۔ اگر میرے گھوڑے کے سُم خراب نہ ہوتے۔ تو میں دنیا کے

Marfat.com

کفر کو چیلنج کرتا۔ کہ وہ اتنی ہی سپاہ اور میرے مقابلہ میں لے آئے
جب دونو فوجیں مقابل ہوئیں۔ تو سب سے پہلے انفرادی لڑائی ہوئی۔ ایک رومی سردار قوی ہیکل دیو کی صورت تلوار ہلاتا سامنے آیا۔ تو ماسؓ نو مسلم رومی مسلمانوں کی طرف سے مقابلہ کے لئے نکلے۔ دونو رومی۔ ایک کافر دوسرا مسلمان ایک دوسرے پر لپکے۔ روماسؓ گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے۔ تو ان کی جگہ حضرت قیسؓ نے لی۔ قیسؓ کی تلوار لڑتے لڑتے ٹوٹ گئی۔ تو عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ انہیں بچانے آگے بڑھے۔ دو رومی بھی ان کو آگے بڑھتے دیکھ کر سامنے آ گئے۔ اور انہیں طعنہ دیا۔ کہ ایک کے مقابلہ میں دو کو لڑتے شرم نہیں آتی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جواب دیا۔ کہ ایک مسلمان تو تم تینوں کو ختم کر سکتا ہے۔ ذرا سامنے تو آؤ۔

یہ کہتے ہی حضرت عبدالرحمٰنؓ نے پینترا بدل کر پہلے ایک پھر دوسرے رومی کو موت کے آغوش میں سلا دیا۔ پہلے رومی نے قیسؓ کو دبوچا اور قتل کر دیا۔ اب انفرادی لڑائی کی جگہ اجتماعی لڑائی ہونے لگی۔ رومی اور مسلمان ایک دوسرے پہ بڑھ بڑھ کر وار کرنے لگے۔ ہر طرف انسانی اعضا کٹ کٹ کر اڑ رہے تھے۔ خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ گویا دنیا کی دو بڑی تہذیبیں ایک دوسری کو ختم کرنے کے لئے خون کی ہولی کھیل رہی تھیں۔

شام تک دونو فوجیں بڑی جرأت اور بہادری کا ثبوت دیتی رہیں۔

Marfat.com

رفتہ رفتہ سیاہی پھیلنے لگی۔ اور رومی فوج کی طرف سے واپسی کا بگل بجا۔ اور یہ بدنصیب قوم آج کے نقصانِ جان پر ماتم کرتی ہوئی قیام گاہ کو واپس ہوگئی۔

اس لڑائی کا اثر

آج کی جنگ کا اثر جو کچھ ہوا۔ اس کا اندازہ اس چیز سے لگایا جاتا ہے۔ کہ واپس ہوتے ہی باہان نے مجلس مشاورت منعقد کی۔ فوج کے افسروں سے مشورہ کیا۔ کہ آج کے نقصان کی تلافی کی یہی صورت ہے۔ کہ چند دن تک لڑائی ملتوی کردی جائے۔ اور کسی دن اچانک مسلمانوں پر جا پڑیں۔ اور اس طرح انہیں شکست دے دی جائے۔ حضرت خالدؓ التوائے جنگ کے معنے خوب سمجھتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابوعبیدہؓ سے کہا۔ کہ باہان کوئی دھوکہ اور فریب دینا چاہتا ہے۔ اس لئے آپ اُس کو التوائے جنگ کا موقع نہ دیجئے۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب دیا۔ جب وہ آرام کا خواہشمند ہے۔ تو اُسے جبرًا لڑائی پر آمادہ کرنا آئینِ شرافت کے خلاف ہے۔ حضرت خالدؓ اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے۔ اس لئے انہوں نے اپنی مخصوص سپاہ کو حکم دیا۔ کہ ہر وقت تیار رہیں۔ اور اگر کسی وقت دشمن اچانک ٹوٹ پڑے۔ تو اس کا مقابلہ جی توڑ کر کرنا۔ اور یہی ہوا۔ ابھی ایک ہفتہ بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ ایک صبح کو جب مسلمان نماز پڑھ کر فارغ ہوئے۔ تو رومیوں کی فوج اُن پر ٹوٹ پڑی۔ خالدؓ

بجلی جیسی تیزی سے اپنے مخصوص دستہ کو لے کر آگے بڑھے۔ تاکہ فوج تیار ہو کر سامنے آجائے۔ واقدیؒ کہتے ہیں۔ کہ رومی حضرت خالدؓ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر پیچھے ہٹے۔ لیکن خالدؓ نے انہیں بھاگنے کا موقع نہ دیا۔ رومی ناچار پلٹے۔ اور ایک سخت جنگ ہوئی حضرت خالدؓ دشمنوں کی صفیں چیر کر ان کے وسط میں جا پہنچے۔ اور حیرت انگیز بہادری کے جوہر دکھائے۔ وہ شیر کی طرح رومی بھیڑوں کے گلے پر حملہ کر رہے تھے۔ کہ ان کے حملوں سے تنگ ہو کر رومی فوج پیچھے ہٹنی شروع ہو گئی۔

اب شام ہو چکی تھی۔ اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔ اور دونوں فوجیں کل کے وعدہ پر ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں۔ دوسری صبح بھی رومیوں ہی کی طرف سے لڑائی کا آغاز ہوا۔ اور آج بھی سب سے پہلے مسلمانوں کی طرف سے جو بہادر رومیوں کو روکنے والا نکلا۔ وہ خالدؓ سیف اللہ ہی تھے۔ آج بھی لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ رومی کل کا انتقام لینے آئے تھے۔ مگر خالدؓ اور اُن کے جانباز ساتھیوں نے ان کے حملے پسپت کر دئے۔ دوپہر کے بعد رومیوں نے اجتماعی جنگ پر انفرادی جنگ کو ترجیح دی۔

خالدؓ کی انفرادی جنگ

پہلے رومی سردار باری باری سامنے آئے۔ ادھر مسلمان بڑھے۔ پھر رومی نواب مقابلہ کیلئے نکلے۔

Marfat.com

ادھر سے بزرگ صحابہؓ مقابلہ میں جاتے رہے۔ آخر میں حضرت خالدؓ ابن ولید انفرادی جنگ کے لئے مقابلہ میں آئے۔ باہان کو خود تو حضرت خالدؓ کے مقابلہ میں آنے کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ البتہ اپنے ایک نائب کو آگے بھیجا۔ حضرت خالدؓ نے اُسے چند ساعتوں کے اندر ختم کر دیا۔

انفرادی لڑائی کو ناکام دیکھ کر باہان نے ایک لاکھ رومی تیر اندازوں کو دفعتاً تیر برسانے کا حکم دیا۔ تیروں کی بارش اس زور سے ہوئی۔ کہ مسلمانوں کے ایک حصے کو جدھر بارش کا رخ تھا پیچھے ہٹنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ مسلمان عورتیں جو آخر میں لڑائی کا تماشہ دیکھ رہی تھیں سمجھیں۔ کہ مسلمان بھاگ رہے ہیں۔ وہ تیزی سے آگے بڑھیں۔ خنجر ہاتھ میں لئے اور چلائیں۔

"خبردار۔ اگر کوئی پیچھے کی طرف بڑھا۔ تو ہم اس کا خون بہا دینگی۔ اور نہ صرف زبانی طعنے دیئے۔ بلکہ اُن کو اپنے ساتھ لے کر دشمن کی طرف بڑھیں۔ بلاذری کا بیان ہے۔ کہ مسلمان عورتوں نے اس دن بے انتہا جرأت دکھائی۔ ہندہ ابوسفیانؓ کی بیوی اور امیر معاویہؓ کی ماں بھی خنجر ہاتھ میں لے کر پکار پکار کر کہہ رہی تھی۔

نحن العرب و لاحذ د۔ ہم عرب ہیں۔ ہمیں بھاگنا نہیں آتا۔ حضرت خالدؓ دوسرے محاذ پر لڑ رہے تھے۔ انہوں نے یہ عالم دیکھا

Marfat.com

تو برق کی رفتار سے اس بازو کی طرف بڑھے۔ اور اپنی مخصوص سپاہ کی اعانت کے ساتھ رومیوں پر اس زور سے حملے کیے۔ کہ رومی پیچھے کی طرف ہٹنے لگے۔ بلاذری کہتے ہیں۔ اور یہی طبری کا بھی بیان ہے۔ کہ خالدؓ نے اس دن جو جرأت دکھائی۔ اور خالدؓ اس دن جس بہادری اور بے جگری سے لڑے۔ اس کی مثال نہیں مل سکتی۔

اب رات ہو چکی تھی۔ سیاہی ہر طرف پھیل گئی۔ رومی فوج اپنی شکست و ہزیمت کو چھپانے کے لئے واپسی کے بگل بجاتی قیام گاہ کو لوٹی۔ دوسری صبح جب شاہِ خاور آگ کے نیزے ہاتھ میں لے کر سیاہی کے سینہ کو چھیدتا ہوا مشرق سے طلوع ہوا۔ تو رومی خان باہان سپہ سالار افواج روم کی سپہ سالاری میں سپاہ ایک نئی شان اور نئی آن بان کے ساتھ مقابلہ میں نکلی۔

باہان کل کی جنگ سے بے حد متاثر تھا۔ اور وہ آج اس ارادے سے آیا تھا۔ کہ یا تو خود اور اپنی فوج کو کٹا دیگا۔ یا دشمنوں کو کاٹ دیگا۔

رومی فوج کی طرف سے آغاز جنگ کے طور پر ایک رومی نواب بڑی شان و شوکت سے سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق سونے کی صلیب گلے میں ڈالے ایک قوی ہیکل اور دیو پیکر گھوڑے پر سوار میدانِ جنگ میں نکلا۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت ضرارؓ صرف ایک تہ بند باندھے گلے سے ننگے۔ زرہ بکتر یا دوسرا کوئی

Marfat.com

PAKISTAN ZINDA BAD

بچاؤ کا لباس پہنے بغیر۔ ننگے گھوڑے کی پشت پر سوار۔ گلے میں تلوار حمائل کئے اور ہاتھ میں نیزہ لئے مقابلہ کے لئے آئے۔ دشمن خدا رومی سمجھا۔ کہ یہ ننگے بدن وحشی میرا کیا مقابلہ کرے گا۔ لیکن چند لمحوں کے اندر اسے قدر عافیت معلوم ہو گئی۔ اور حضرت ضرارؓ اسے گھوڑے سے گرا کر اُس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اور اس کا کام تمام کردیا۔ اِدھر حضرت ضرارؓ نے رومی سردار کا سر قلم کیا۔ اور اُدھر خالد (اللہ اس بزرگ و برتر صحابی پر اپنی ہزاروں رحمتیں نازل فرمائیں) اپنے مخصوص دستہ کے ساتھ رومیوں پر ٹوٹ پڑے دوسرے مسلمان بھی ان کے ساتھ بڑھے۔ اور اس قدر حیرت انگیز طریق سے دشمنوں کو کاٹا۔ کہ شام ہونے سے پہلے پچاس ہزار لاشوں کے سوا رومیوں کا ایک نفر بھی میدانِ جنگ میں کھڑا نہ رہ سکا۔ کچھ بھاگے۔ اور بہت سے گرفتار ہو گئے۔

ابن الاثیر نے مقتولین کی تعداد پچاس ہزار لکھی ہے۔ لیکن واقدی لکھتے ہیں۔ کہ مقتولین کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہ تھی۔ خواہ مقتولین کی تعداد پچاس ہزار یا ایک لاکھ مانی جائے۔ ماننا پڑیگا کہ رومی فوج میں سے صرف چند سو سپاہی بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ خود ابن الاثیر نے رومی فوج کی تعداد دو لاکھ سے زائد لکھی ہے۔ پچاس ہزار رومی معرکہ میں کام آئے۔ اور پچاس ہزار کے قریب پہلے دنوں کی لڑائیوں میں مارے گئے۔ تو ایک لاکھ پھر بھی باقی بچتے

ہیں۔ اور یہ سب بھاگ کر جان نہیں بچا سکتے۔ بہرصورت جنگِ یرموک کی فتح خالدؓ بن ولید کی حیرت انگیز کامیابی ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ یرموک کے دنوں میں وہی سپہ سالارِ اعظم تھے۔ حضرت خالدؓ کے حکم سے نہیں۔ ابوعبیدہؓ کے حکم سے یہ فتح اگر ابوعبیدہؓ کے ریکارڈ میں بھی لکھی جائے۔ تو بھی خالدؓ کی حیرت انگیز جرأت و بہادری ہی اس فتح کا باعث ہے۔

انطاکیہ کا معرکہ

گو فتح یرموک نے رومیوں کا زور توڑ دیا۔ لیکن ابھی ان کی آس نہیں ٹوٹی۔ انہیں امید تھی۔ کہ وہ اپنا چھینا ہوُا ملک واپس لے لینگے۔ اور اس امید پر ہرقل بادشاہِ روم ابھی مقابلہ کی آرزو رکھتا تھا۔ انطاکیہ میں اس کے پاس ایک لاکھ کے قریب فوج تھی۔ وہ ایک لاکھ فوج کی مدد سے اپنی بگڑی بنانا چاہتا تھا۔ اس لئے حضرت ابوعبیدہؓ کی آمد کی خبر سنتے ہی اس نے اپنی سپاہ کو مقابلہ کیلئے بھیجا۔ اور خود پوشیدہ طور سے بھاگ نکلا۔ رومی سپاہ نے انطاکیہ کے قریب اسلامی فوج کا رستہ روکا۔ اس موقعہ پر بھی اسلامی فوج کی کمان حضرت خالدؓ نے کی۔ اور بہترین پیمانہ پر فوج کو ترتیب دیا۔ رومی فوج نے مقابلہ تو کیا۔ لیکن جلد ہی جی ہار گئے۔ اور بھاگ نکلے۔ انطاکیہ والوں نے ڈر کر لڑائی کئے بغیر مصالحت کی درخواست کی۔ اور مناسب شرائط پر ان سے صلح ہو گئی۔ ان ہی دنوں حمص والوں نے بغاوت کی۔ حضرت خالدؓ وہاں

پہنچے۔ اور بہت جلد انہیں راہ پر لے آئے۔

فوجی خدمات سے کنارہ کشی

یہ خالدؓ کی آخری کامیابی ہے۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ نہ صرف شام بلکہ تمام تر فوجی خدمات سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ خالدؓ کی سبکدوشی یا عزل کی داستان بڑی تکلیف دہ ہے۔ اور اس داستان سننے اور سنانے والے دونوں کے لئے بڑے جگر کی ضرورت ہے حضرت خالدؓ کی اس جبری سبکدوشی کے متعلق مؤرخین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ اس میں کچھ ایسی روایتیں بھی ہیں۔ جو تصدیق کی محتاج ہیں۔ ہم ان سب کو مختصر طور پر درج کئے دیتے ہیں۔ تاکہ پڑھنے والے صحیح نتائج اخذ کر سکیں۔ شروع میں سپہ سالاری عام کے منصب سے حضرت خالدؓ کی معزولی کے متعلق کافی بحث کر چکے ہیں۔ اب بعد کے واقعات کے ذکر پر ہی اکتفا کریں گے۔

حضرت خالدؓ کی قنسرین میں جاگیر تھی۔ وہ اپنے دوستوں سمیت وہیں رہتے تھے۔ کہ اسی دوران میں انہوں نے ایک شاعر کو ہزار دینار انعام میں دیئے۔ کسی پرچہ نویس نے یہ خبر حضرت فاروق اعظم کو لکھ بھیجی۔ کہ حضرت خالدؓ نے مال غنیمت میں سے ایک ہزار دینار فلاں شاعر کو دئے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ خبر بھی وضع کر لی۔ کہ خالدؓ نے حمص کے ایک حمام میں شراب سے ملی ہوئی دوا

Marfat.com

کو بدن پر مل کر غسل کیا ہے ۔ حضرت عمرؓ نے پرچہ پڑھا۔ تو ایک نامہ بر کے ہاتھ ابو عبیدہؓ کو پیغام بھیجا۔ کہ خالدؓ کو برسرِ عام بُلوا کر اس الزام کی تحقیقات کریں ۔ اور اگر صحیح ثابت ہو۔ تو اُن کو اُن کے عہدہ سے برطرف کر دیں ۔ نامہ بر یہ چٹھی لے کر ابو عبیدہؓ کے پاس آئے ۔ ابو عبیدہؓ نے حمص کی مسجد میں برسرِ عام تمام مسلمانوں کی موجودگی میں خالدؓ کو طلب کیا۔ نامہ بر نے حضرت عمرؓ کا خط پڑھا ۔ اور جواب طلب کیا ۔ حضرت خالدؓ یہ الزام سُن کر سناٹے میں آ گئے ۔ انہیں حیرت ہوئی ۔ کہ مجھ پر جس نے ساری عمر اسلام کی انتہائی خدمات انجام دیں ۔ جس نے اسلام کے لئے ہر قسم کی مصیبت سہی ۔ اس قسم کا الزام لگایا جا رہا ہے ۔ حضرت خالدؓ کو اس الزام سے انتہائی رنج ہوا ۔ وہ دوستوں کا مُنہ تکنے لگے ۔ حضرت ابو عبیدہؓ بھی جنہیں خالدؓ بے حد عزیز تھے ۔ انتہائی مغموم تھے ۔ اور سر جھکائے خاموش کھڑے تھے ۔ کہ اتنے میں حضرت بلالؓ مؤذن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم آگے بڑھے سوال دُہرایا ۔ خالدؓ پھر بھی خاموش رہے ۔ تو انہوں نے خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں عزل کا اعلان کیا ۔ اور ساتھ ہی عزل کی علامت کے طور پر حضرت خالدؓ کے سر پر سے سپہ سالاری کا خود اُتارا ۔ اور اُن کے عمامے سے اُن کے ہاتھ ـــــــ باندھے ۔ اور انہیں ابو عبیدہؓ کے پاس لے گئے ۔ حضرت خالدؓ دنیا کے تاریخ کے ایک عظیم الشان

سپہ سالار خاموشی سے یہ سب سلوک برداشت کر رہے تھے۔ ابو عبیدہؓ کے قریب لائے گئے۔ تو بلالؓ نے پھر وہی سوال کیا۔

"وہ روپیہ جو تم نے شاعر کو دیا۔ کہاں سے لیا؟"

خالدؓ نے بہت ہی پست آواز میں جواب دیا۔ "وہ میرا ذاتی روپیہ تھا۔" حضرت بلالؓ نے یہ جواب سنتے ہی حضرت خالدؓ کے ہاتھ کھول دیئے۔ ان کے سر پہ پہلے کی طرح عمامہ باندھا۔ اور خود رکھا۔ اور فرمایا۔ خالدؓ۔ تم ہمارے محبوب سردار تھے۔ ہم تمہاری عزت کرتے تھے۔ اور خدا کی قسم۔ اب بھی تم ہمارے پہلے کی طرح سردار ہو۔ اور ہم تمہاری پہلے کی طرح عزت کرتے ہیں۔ حضرت خالدؓ اس اعلانِ براءت کے بعد بھی بہت دیر تک سکتے میں رہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حضرت خالدؓ کو اس چیز کا کوئی افسوس نہ تھا۔ کہ انہیں برسرِ عام کیوں ذلیل کیا تھا۔ انہیں تعجب تو تھا اس الزام پر کہ انہوں نے بیت المال سے خیانت کی۔ حضرت خالدؓ اس چیز کو بیان نہیں کر سکتے۔ انہیں کہا جائے کہ انہوں نے اسلام سے غداری کی۔ قوم کا مال کھایا۔ یہ الزام معمولی الزام نہ تھا۔ پھر سوچنے کی چیز ہے۔ کہ الزام اس شخص پر لگایا جا رہا ہے جو عظمت و بزرگی کے اعتبار سے خلفائے اربعہؓ کے بعد کا صحابی ہے الزام اس پر لگایا جا رہا ہے۔ جس نے فتنۂ ارتداد کو مٹایا۔ جس نے عراق کو فتح کیا۔ جس نے شام میں رومیوں کی سلطنت کا تختہ الٹ دیا۔ اس حقیقت نفس الامری کے باوجود خالدؓ نے خلیفۂ برحق حضرت فاروقؓ

Marfat.com

کے احکام کی جس طرح تعمیل کی۔ اس کی مثال دنیائے تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ خالدؓ اگر چاہتے۔ تو کوئی بہت بڑا فتنہ اٹھا سکتے تھے۔ لیکن خالدؓ سے متعلق اس قسم کا خیال دل میں لانا بھی بہت بڑا کفر ہے۔ خالدؓ اسلام کے لیے۔ جماعت کے نظم و نسق کے لئے ہر قسم کی قربانی کر سکتے ہیں۔ ہر قسم کی ذلت سہ سکتے ہیں۔ لیکن انہیں ایک لمحہ کے لیے بھی گوارا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ وہ جماعت کے نظام کو خراب کریں۔ اور تفریق و بغاوت کے جذبات کو پھیلائیں۔ اس لئے انہوں نے معزولی کا حکم سنا۔ انہیں اس منصب سے ہٹا دیا تھا۔ جس پہ سب سے پہلے انہیں اُن کے آقا و مرشد صلے اللہ علیہ وسلم نے مامور فرمایا تھا۔ انہیں اس منصب سے ہٹا دیا گیا۔ جس پر اُنہیں خلیفۂ اوّل اور اُن کے دوست حضرت ابو بکرؓ نے سرفراز کیا تھا۔ وہ اس منصب سے خوشی سے ہٹ گئے۔ حرفِ شکایت تک زبان پر نہیں لائے۔ بر سر عام ہی تک نہیں کہا۔ کہ انہیں اس منصب سے کیوں ہٹا دیا گیا۔ انہوں نے اپنے دوست بلالؓ سے بھی شکایت تک نہ کی۔ کہ انہوں نے سارے مسلمانوں کی موجودگی میں جو ان کا نام لے لے کر جیتے تھے کیوں ذلیل کیا گیا۔ بلالؓ نے اُن کے سر سے عمامہ بھی اُتارا اور باندھ بھی دیا۔ تو انہوں نے اس کی طرف دیکھا ضرور۔ مگر زبان سے کچھ نہ کہا۔ یہ ضرور کہا۔ کہ روپیہ میرا ذاتی تھا۔ مگر یہ شکایت نہیں کی۔ کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔

Marfat.com

مجمع برخاست ہوا۔ ابو عبیدہؓ نے اس واقعہ کی تفصیل حضرت فاروق کو لکھ بھیجی۔ اور حضرت خالدؓ اپنی جاگیر پر چلے گئے۔ بہت ممکن ہے۔ اُن سے محبت کرنے والوں نے انہیں اکسانے کی کوشش کی ہو۔ مگر جو شخص اسلام کا ہو چکا تھا۔ جو شخص اسلام پر سب کچھ نثار کر چکا تھا۔ اُسے اسلام اور خلیفہ کے خلاف اُکسانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ کچھ دنوں بعد حضرت فاروقؓ نے انہیں مدینہ طلب کیا۔ وہ بہت خوشی سے مدینہ پہنچے۔ حضرت عمرؓ سے انہوں نے برسرِعام یہ ضرور کہا۔ عمرؓ۔ میرے ساتھ وہاں جو کچھ ہوا میں مسلمانوں کو شاہد بنا کر کہتا ہوں۔ کہ جائز نہیں ہوا۔ یہ فرمایا اور گھر چلے آئے۔ حضرت عمرؓ نے پھر کسی موقعہ پر پوچھا۔ تو وہ روپیہ کہاں سے آیا تھا۔

حضرت خالدؓ نے جواب دیا۔ "وہ میرا ذاتی روپیہ تھا۔"

حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ "تمہارے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آیا؟"

حضرت خالدؓ بولے۔ "مالِ غنیمت میں سے۔"

حضرت فاروقؓ کا دل صاف ہو گیا۔ انہوں نے جو کچھ ہوا۔ اس پر معافی چاہی۔ اور اسی وقت تمام قلمروِ اسلامیہ کے گورنروں کو لکھا۔ کہ عام منادی کرا دی جائے۔ کہ حضرت خالدؓ کو سپہ سالاری کے عہدے سے اس لئے نہیں ہٹایا گیا ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ خائن تھے۔ بلکہ اس لئے ہٹایا گیا ہے۔ کہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بیٹھا

Marfat.com

جارہا تھا۔ کہ اسلامی فتوحات کا باعث خالدؓ ہی ہیں۔ اللہ فتح دینے والا نہیں ہے۔

یہ اعلان گو بہت بعد کی چیز تھی۔ لیکن دنیا والوں کو کم از کم اتنا تو معلوم ہو گیا۔ کہ عمرؓ نے خالدؓ کے متعلق جو کچھ سنا تھا۔ وہ صحیح نہ تھا۔ اور حق بات تو یہ ہے۔ کہ حضرت خالدؓ کے متعلق اس قسم کا خیال کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ ہم نہیں کہہ سکتے حضرت فاروقؓ کو کن لوگوں نے غلط فہمی میں ڈالا تھا۔ لیکن جنہوں نے ڈالا۔ اچھا نہیں کیا۔

وفات

حضرت عمرؓ کی خلافت کے آٹھویں سال بعض روایات کے مطابق مدینہ میں اور بعض روایات کے مطابق حمص میں حضرت خالدؓ کا انتقال ہوا۔

یہ عجیب بات ہے۔ کہ دنیا کا وہ عظیم الشان مجاہد جو موت سے ڈرنا گناہ سمجھتا تھا۔ جو جنگ میں اس طرح شامل ہوتا۔ جیسے بچے کھیل میں شریک ہوتے ہیں۔ اسے شہادت کی موت نصیب نہ ہوئی۔ وہ میدانِ جنگ میں شہادت نہ پا سکا۔ خود حضرت خالدؓ کو اس چیز کا انتہائی افسوس تھا۔ اور آخر وقت جب وہ اپنے رب کے حضور اپنے عظیم الشان کارناموں پر انعام پانے جا رہے تھے۔ تو انہوں نے بستر مرگ پر لیٹے لیٹے

Marfat.com

فرمایا۔ "مجھے دیکھو۔ میں چارپائی پر ایک بزدل کی موت مر رہا ہوں"۔
حضرت خالدؓ نے چارپائی پر مرنے کو بزدل کی موت قرار دیا۔
یہ ان کا انکسار تھا۔ ورنہ دنیا جانتی ہے۔ کہ ان سے زیادہ بہادر مادرِ گیتی نے بہت کم بچے جنے ہونگے۔ دنیا والے ان کی تعریف میں حضرت صدیقؓ کے یہ الفاظ کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔
"مسلمانو۔ تمہارے شیر نے ایران کے شیر کو پچھاڑ دیا۔ خدا کی قسم۔ خالدؓ جیسا بہادر کوئی ماں بچہ نہیں جن سکتی"۔
یہ الفاظ صدیق اکبرؓ نے۔ سرورِ کون و مکان صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے رفیق اور مسلمانوں کے خلیفۂ اوّل نے فرمائے۔ وہ شام کی سرزمین میں حضرت خالدؓ کے عظیم الشان کارناموں کو دیکھنے کے لئے اگر زندہ رہتے۔ تو خدا جانے۔ کیا الفاظ کہتے۔ اس لئے حضرت خالدؓ نے وفات پاتے وقت اپنے متعلق جو کچھ کہا۔ وہ یقیناً انکسار ہے۔ حضرت خالدؓ کی وفات ایک بہت بڑے بہادر۔ ایک عظیم الشان جرنیل۔ ایک رحم دل حاکم اور مخیر مسلمان کی وفات ہے
وفات سے پہلے انہوں نے جو وصیت کی۔ وہ بھی سننے سے تعلق رکھتی ہے۔ انہوں نے لکھوایا۔
"میرا ہتھیار۔ میرے گھوڑے اور سامان جنگ ان نوجوان مجاہدوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ جو جہاد کی آرزو تو رکھتے ہیں۔ مگر ان کے پاس اسلحہ نہیں"۔

Marfat.com

یہ وصیت کی۔ اور دنیائے اسلام کی یہ باعظمت شخصیت ایک میدانِ جنگ نہیں۔ سینکڑوں میدانِ جنگ فتح کرنے کے بعد اس دنیا سے روپوش ہو گئی۔ دوستوں نے جتنے کہ دشمنوں نے اس بہادر اور رحم دل سپہ سالار کی موت پر خون کے آنسو بہائے۔ حضرت خالدؓ کی موت پر اُن لوگوں نے بھی افسوس کیا۔ جو میدانِ جنگ میں اُن سے شکست کھا چکے تھے۔ اس لئے کہ وہ ایک بہادر۔ بااصول اور شریف مقابل تھے۔

سیرت و کردار اور عام عادات و اطوار

گو ایک سپاہی کی سیرت کے نقوش کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوتے۔ ہر اچھا سپاہی تقریباً یکساں عادات و اطوار رکھتا ہے۔ لیکن حضرت خالدؓ جس طرح ایک سپاہی کی حیثیت سے عدیم النظیر تھے۔ اسی طرح اپنی شخصیت کے اعتبار سے بھی خصوصیت سے حضرت خالدؓ جیسی بڑی شخصیت کے سپہ سالاروں اور ان کی سیرت میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ حضرت خالدؓ جہاں میدانِ جنگ میں ہر ایک پر بھاری ہوتے۔ وہاں عادات و اطوار اور پاکیزگیٔ اخلاق کے اعتبار سے بھی بے شمار لوگوں سے فائق تھے۔ نہایت ہنس مکھ۔ باذوق اور سلیم الطبع بزرگ تھے۔ چھوٹوں سے۔ کمزوروں سے بے انتہا محبت کرتے۔ غریبوں کی امداد ضروری جانتے۔ اور فیاضی ہر

Marfat.com

تو مثال نہیں رکھتے تھے۔ بڑی بڑی رقمیں حاجتمندوں کو عطا فرما دیتے۔

صبح سے لیکر شام تک اگر میدان میں رہتے۔ تو رات کے وقت مصلے کی پیٹھ پر سوار ہوتے۔ اور گھنٹوں اپنے رب کے حضور میں عجز و نیاز کا ثبوت پیش فرماتے رہتے۔

ہمیشہ نہایت سادے مگر صاف ستھرے کپڑے پہنتے۔ عمدہ گھوڑوں اور ہتھیاروں کے شوقین تھے۔ لڑائی کے وقت جھوٹی شیخی نہ بگھارتے۔ جو بات حق ہوتی۔ صاف صاف کہہ دیتے۔ سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرتے۔ دشمن کی بڑی سے بڑی فوج سے اکیلے لڑنے کے لئے تیار ہو جاتے۔

نہایت عقلمند۔ ذہین اور معاملہ فہم تھے۔ جنگ سے متعلق تمام امور پر پوری مہارت حاصل تھی۔ کوئی کام بلا سوچے سمجھے نہ کرتے۔ دوستوں کے کام کی ہمیشہ تعریف کرتے۔ کسی سے حسد نہ کرتے۔ دوستوں اور دشمنوں سے ہمیشہ انصاف سے پیش آتے۔ جب بولتے۔ کام کی بات کرتے۔ ورنہ خاموش رہتے۔

حضورؐ سے عقیدت

حضورؐ سے بے انتہا عقیدت تھی۔ حضورؐ کے وصال تک حضورؐ کی خدمت میں رہے۔ اور وصال کے بعد بھی ساری عمر حضورؐ کے

Marfat.com

مشن کی خدمت میں صرف فرمادی۔

مدینہ سے بے انتہا محبت تھی۔ اور آخر عمر میں یہیں اقامت اختیار کر لی تھی۔ الغرض اللہ کے اس بے نظیر اور حیرت انگیز مجاہد بندے میں وہ تمام خوبیاں تھیں۔ جو ایک بہادر۔ پاک نفس۔ ایماندار اور عظیم الشان انسان میں ہو سکتی ہیں۔ اللہ کی ہزاروں رحمتیں اس پر نازل ہوں۔

حضرت خالدؓ اور مغربی مؤرخین

حضرت خالدؓ کی سیرت پڑھنے والوں میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہونگے۔ جنھوں نے یورپین مستشرقین کی لکھی ہوئی اسلامی تاریخ پڑھی ہو گی۔ اس لئے یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم مستشرقین یورپ کی غلط بیانیوں کی تردید کریں۔ سب سے پہلے مشہور انگریز مؤرخین میں سے سر ولیم میور ہیں۔ جو بظاہر تو اسلام کے ہمدرد معلوم ہوتے ہیں۔ مگر اندر ہی اندر انتہائی خطرناک زہر پھیلاتے ہیں حضرت خالدؓ کے سلسلہ میں انھوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس میں بھی انھوں نے اپنی اسی خصوصیت سے کام لیا ہے۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

"حضرت فاروقؓ میں انصاف و عدل کرنے کا احساس بہت قوی تھا۔ حتیٰ کہ ان کی یہی صفت حضرت خالدؓ کے مسئلہ

Marfat.com

ہیں بھی کار فرما ہے۔ (حضرت) خالدؓ نے باوجودیکہ اپنے ایک مفتوح دشمن سے انتہائی بے دردی اور نامعقول سلوک کیا۔ مگر حضرت فاروقؓ نے انہیں کوئی سزا نہ دی"۔

یہاں سر ولیم میور نے ایک طرف حضرت فاروقؓ کی تعریف کی ہے۔ اور دوسری طرف حضرت خالدؓ کی مذمت کی ہے۔ مصنف کے خبث باطن کا اندازہ اس چیز سے کیجئے۔ کہ وہ حضرت فاروق اعظمؓ کی تعریف کرنے کے بعد پڑھنے والوں کے دلوں پر اپنی صاف گوئی اور حق بیانی کا سکہ جمانا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ آگے چل کر حضرت خالدؓ کی سیرت کے متعلق جو غلط بیانی کرنے والا ہے۔ اسے پڑھنے والے غلط بیان نہ سمجھیں۔

حالانکہ دوسرے موقعہ پر جہاں وہ حضرت خالدؓ کی وفات کا ذکر کرتا ہے۔ وہاں انہوں نے حضرت فاروقؓ کے رویہ کو تکلیف دہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت خالدؓ کے انجام کے متعلق لکھتے ہیں۔

"خالدؓ بن ولید کا انجام بہت برا ہوا۔ یہ محاصرہ قنسرین سے آئے۔ جنگ سے جو مال غنیمت انہیں ہاتھ آیا۔ اس کی وجہ سے یہ بہت امیر ہو گئے تھے۔ ان کی امارت کا شہرہ سن کر ان کے دوست ان کے پاس جمع ہو گئے۔ ان میں سے الاعشی بھی تھے۔ جنہیں انہوں نے ایک عیاشی کا کام کہا۔ اور شراب سے ملی ہوئی ایک دوا کے ساتھ

غسل کیا۔ شراب کا رنگ اُن کے جسم پر باہر آنے تک موجود تھا۔ ان دونو باتوں کی وجہ سے اُن سے جواب طلب کیا گیا۔ شراب کا غسل میں استعمال اسلام کی رو سے جائز نہ تھا۔ پھر دوسری چیز ایک ہزار دینار کا عطیہ خلیفہ کی نظر میں کسی طرح بھی قابل معافی نہ تھا۔ اگر خالدؓ نے یہ عطیہ مسلمانوں کے مال سے دیا تو خیانت کی۔ اور اگر اپنے پاس سے دیا تو اسراف کیا"

سر ولیم میور نے یہاں حضرت خالدؓ کے کردار پر جان بوجھ کر ایک بہت بڑا حملہ کیا ہے۔ حالانکہ تاریخ کے صفحات میں خالدؓ پر یہ الزام کہیں نہیں لگایا گیا۔ یہاں حضرت خالدؓ کی شخصیت پر انہوں نے ایک فرضی داستان لکھ کر ایک ناقابل معافی گناہ کیا ہے۔ ان کے پاس الزام کا کوئی ثبوت نہیں، کہ حضرت خالدؓ نے شراب سے ملی ہوئی کسی دوا سے غسل کیا۔

تھوڑی دور آگے چل کر انہوں نے حضرت خالدؓ سے ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے حضرت فاروقؓ پر ایک الزام عائد کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ "خالدؓ دل برداشتہ حمص آئے۔ اُن کے دوستوں نے حضرت فاروقؓ کی بیرحمی پر افسوس کیا۔ اور کہا۔ کہ مشکل کے وقت تو فاروقؓ نے انہیں استعمال کیا۔ اُن کی مدد سے وہ انتہائی طاقتور بادشاہ بن گئے لیکن جب کامیاب ہو گئے۔ تو انہیں اس طرح علیحدہ کر دیا جس طرح دودھ سے مکھی نکال کر پھینک دی جاتی ہے۔

Marfat.com

اس طرح خالدؓ اپنے انجام کو پہنچتے ہیں۔ خالدؓ اور عمرؓ کی لڑائی کا آغاز ملک بن نویرہ کے قتل سے ہوتا ہے۔ یہ خالدؓ کا ظالمانہ قتل تھا۔ لیکن یہ حرکت بہت دیر ہوئی، معاف کر دی گئی، اسلئے انہوں نے خالدؓ کے ساتھ اس وقت جو سلوک کیا۔ وہ غیر شریفانہ اور ظالمانہ تھا انہوں نے اللہ کی تلوار کو اس وقت تک استعمال کیا۔ جب تک انہیں اس کی ضرورت تھی۔ لیکن جب کامیابی حاصل ہو گئی۔ تو انہوں نے اُسے انتہائی احسان فراموشی کے ساتھ پرے پھینک دیا۔"

خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیے۔ اور حضرت فاروقؓ کے متعلق سر ولیم میور نے جو غیر معقول الفاظ استعمال کئے ہیں۔ انہیں ذہن میں رکھئے۔ اور پھر ان الفاظ پر توجہ کیجئے۔ جو انہوں نے حضرت فاروقؓ کی وفات کے وقت کہے۔ (ہم اوپر ان الفاظ کا ذکر کر چکے ہیں) سر ولیم میور کے اس بیان سے اندازہ فرمائیے۔ کہ انہوں نے حضرت خالدؓ کے سلسلہ میں کس قدر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

انہوں نے پہلے تو حضرت خالدؓ کے اس فعل کی مذمت کی کہ انہوں نے ملک بن نویرہ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا۔ حالانکہ ملک بن نویرہ کے قصہ میں مؤرخین کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ملک بن نویرہ اسلام کا دشمن تھا۔ اس نے اسلام کو اس وقت نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ جبکہ اسلام خطرے میں تھا۔ حضرت خالدؓ نے اسے اس جرم کی سزا دی۔ اور اسے کیفرِ کردار تک پہنچا دیا۔ پھر یہ چیز بھی اچھی

تک محتاج ثبوت ہے۔ کہ ملک بن نویرہ کو حضرت خالدؓ نے قتل کرایا یا مسلمان سپاہیوں نے اشتعال میں آکر اُسے قتل کر دیا۔

ہمارے نزدیک ملک بن نویرہ اشتعال میں قتل کیا گیا۔ رات کے وقت وہ پکڑا ہُوا حضرت خالدؓ کے پاس لایا گیا۔ اُنہوں نے اُسے صبح تک قید رکھنے کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے اُسے قتل کر دیا مؤرخین نے اس واقعہ کو بیان کرتے وقت یہ نہیں کہا۔ کہ اُسے حضرت خالدؓ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ ملک بن نویرہ کو اگر حضرت خالد کے حکم سے بھی قتل کیا گیا ہو۔ تو یہ قتل کسی طرح بھی ظلم سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ ہی ایک مرتد کے قتل کا مؤاخذہ ہوتا ہے۔

سر ولیم میور نے دوسرا الزام حضرت فاروقؓ پر لگایا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت خالدؓ کی ضرورت سمجھی۔ اس وقت تک انہوں نے اُن سے کام لیا۔ انہوں نے حضرت خالدؓ سے محض پرچہ نویسوں کی طرف سے ایک غلط روایت کی تصدیق چاہی۔ اگر حضرت خالدؓ اس روایت کی تکذیب کر دیتے۔ تو حضرت فاروقؓ کو کوئی شکایت نہ ہوتی۔ اصل میں قدرت کو کچھ ایسا ہی منظور تھا۔ صورت حال کچھ یوں ہی خراب ہو گئی۔ ورنہ حضرت فاروق خود حضرت خالدؓ کی عظمت کے معترف تھے۔ اور انہوں نے آخر میں جو پیغام اسلامی قلمرو کے عمال کو بھیجا۔ اس سے اس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔

ایک دوسرے موقعہ پر حضرت ابوبکرؓ کے اخلاق و عادات بیان

کرتے ہوئے سر ولیم میور نے حضرت خالدؓ پر ایک اور الزام لگایا۔ مگر افسوس ہے کہ انہوں نے یہ بات کچھ ضمناً ہی فرمائی ہے۔ تاکہ نظر سے گذر کر دل میں بیٹھ جائے اور دیکھنے والا دیکھ بھی نہ سکے۔

حضرت ابوبکرؓ کی کمزوریاں گناتے وقت لکھتے ہیں "ابوبکرؓ کی ایک ہی کمزوری ایسی تھی۔ کہ انہوں نے خالدؓ کو ان کے ظلم و تعدی اور ابن نویرہ کی بیوہ سے شادی کرنے پر مطعون نہ کیا" ابن نویرہ کے قتل کے متعلق ہم اوپر تفصیل سے عرض کر چکے ہیں۔ ابن نویرہ کی بیوہ سے شادی کرنے کے متعلق اب سُن لیجئے۔ اور غور فرمائیے۔ کہ اس سے شادی کرنے کے بعد حضرت خالدؓ نے کیا ناجائز حرکت کی۔ اول تو یہ چیز ثبوت کی محتاج ہے۔ کہ حضرت خالدؓ نے ابن نویرہ کی بیوہ سے شادی نہیں کی۔ اور اگر کی۔ تو اس میں الزام کی کیا بات ہے۔ ہر بیوہ اسلامی قانون کے مطابق عدت گزارنے کے بعد جس مسلمان سے چاہے شادی کر سکتی ہے۔ ابن نویرہ کی بیوی نے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خالدؓ سے نکاح کیا۔ تو اس میں حضرت پر کیا الزام لگایا جا سکتا ہے۔

کیا اس طرح یہ ثابت کرنے کی یہ بیہودہ حرکت نہیں کی گئی۔ کہ حضرت خالدؓ پر یہ الزام لگایا جائے۔ کہ انہوں نے ملک بن نویرہ کو محض اس لئے قتل کیا۔ کہ اس کی بیوہ سے شادی کریں۔ حضرت خالدؓ جیسے باعظمت سپہ سالار سے اس قسم کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

Marfat.com

پھر جب تاریخ شاہد ہے۔ کہ ملک بن نویرہ اسلام کا دشمن تھا۔ تو حضرت خالدؓ پر یہ الزام کیوں لگایا جارہا ہے۔ محض اس لئے کہ اس باعظمت انسان اور قابل فخر سپہ سالارِ اسلام کی سیرت کو داغ دار بنایا جائے۔

سر ولیم میور کی طرح کچھ چار سال ہوئے۔ ایک فرانسیسی مضمون نویس نے اسلام کی ابتدائی فتوحات پر ایک طویل مضمون لکھا تھا۔ اس مضمون میں اس نے حضرت خالدؓ کا بھی ذکر کیا۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ وہ حضرت خالدؓ کی عظمت کو محسوس نہ کر سکا۔

وہ مضمون اس وقت ہمارے پیش نظر نہیں۔ لیکن چونکہ چار سال ہوئے۔ ہم اس کا جواب شائع کر چکے ہیں۔ اس لئے ہمیں اچھی طرح سے یاد ہے۔ کہ اس شخص نے لکھا ہے۔ کہ خالدؓ جیسے سپہ سالار نپولین کے شاگرد تھے۔

ہم نے اپنے جوابی مضمون میں پوری تفصیل سے اس حقیقت کا اعلان کیا ہے۔ کہ خالدؓ اور نپولین کا مقابلہ کرنا نہ صرف انصاف سے دشمنی کرنا ہے۔ بلکہ دو قطعی مختلف شخصیتوں کا موازنہ ہے۔

حضرت خالدؓ ایک مشن لے کر دنیا میں نکلے تھے۔ ان کے سامنے اسلام تھا۔ اور وہ اسلام کی اشاعت چاہتے تھے۔ انھوں نے ہر موقعہ پر جس بے جگری اور حیرت انگیز جرأت کا ثبوت دیا۔ دنیا اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ حضرت خالدؓ کی سیرت انتہائی پاکیزہ

Marfat.com

ہے۔ خالدؓ کی سیرت کو داغ دار ثابت کرنے کے لئے اس وقت تک جتنی کوششیں کی گئیں۔ ان کو اگر کامیاب بھی سمجھ لیا جائے۔ تو بھی نپولین کے مقابلے میں حضرت خالدؓ حُسنِ اخلاق و پاکیزگی کے اعتبار سے ہزاروں گنا بہتر تھے۔

اس کے بالکل برعکس نپولین کے سامنے کوئی پاک مشن نہ تھا۔ وہ اپنی شخصیت کو اونچا اُٹھانے کے لئے ہر قسم کا ظلم۔ ہر قسم کی بُرائی اور ہر قسم کی غیر انسانی حرکت کر سکتا تھا۔ اور اس نے نہ صرف لوگوں کے حق چھینے۔ بلکہ عزت و آبرو پر بھی ہاتھ ڈالا۔ ایسے شخص سے حضرت خالدؓ کا مقابلہ کرنا انسانیت کی توہین ہے۔

تمت بالخیر

Marfat.com